مجموعۂ نعوت و مناقب

گلگشت

یاور وارثی عزیزی نوّابی

دبستان نوّابیہ عزیزیہ
پبلیکیشنز

مجموعۂ نعت ومناقب

گلگشت

رنج و الم کی تیرہ فضا چھو نہ پائے گی
گلگشت باغ نعت و مناقب کیا کرو

یاورؔ وارثی عزیزی نوابی

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ

نام کتاب	:	گلگشت (مجموعۂ نعت ومناقب)
نام مصنف	:	یاورؔ وارثی عزیزی نوابی
انتخاب	:	نجم السعید، رضوان عارف
ترتیب	:	یاور وارثی عزیزی نوابی
کمپوزنگ	:	اسمائل گرافکس، چمن گنج کانپور
		فون نمبر 9455306981
تعداد	:	پانچ سو (۵۰۰)
صفحات	:	144
ناشر	:	دبستان نوابیہ عزیزیہ پبلیکیشنز
مطبع	:	اسمائل گرفکس، چمن گنج۔کانپور
قیمت	:	-/250 روپئے
سنِ اشاعت	:	2023

ملنے کا پتہ

105/219۔اسمائل گرافکس چمن گنج کانپور۔۲۰۸۰۰۱

Mob. : 9455306981, 9580163282, 9335354898

تقسیم کار : **آستانہ عالیہ نوابیہ**

قاضی پور شریف، پوسٹ منڈوہ، ضلع فتحپور ہسوہ یو۔پی۔(انڈیا) پن کوڈ 212653

برائے رابطہ

+919426268823 +919415494492

+919726880001 +918866222412

انتساب

میں یہ کتاب

شاعر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

حضرت حسان بن ثابت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی ذات عظمت مآب کے

نام منسوب کرتا ہوں۔

یاور وارثی عزیزی نوابی

فہرست

1	یاور کی تقدیسی شاعری اور میرا نکتہ نظر	سید محمد نور الحسن نور عزیزی نوابی	7
2	سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم--	یاور وارثی عزیزی نوابی	10
3	حمد باری تعالیٰ ------------	یاور وارثی عزیزی نوابی	12
4	مناجات---------------	’’ ’’ ’’	14

(باب نعوت)

1	نظم۔آمد رسول ﷺ -----------	یاور وارثی عزیزی نوابی	18
2	نظم۔عشق نبی ﷺ -------------	’’ ’’ ’’	22
4	سب کو کہاں ایسے در و دیوار ملے ہیں------	’’ ’’ ’’	26
5	ریشم کی طرح آپ کی دیوار ہے در ہے-----	’’ ’’ ’’	28
6	در رسول کو دل میں بسالیا میں نے-------	’’ ’’ ’’	30
7	نعت چھیڑی تو محلے کے دریچے جاگے-----	’’ ’’ ’’	32
8	سید و سرور کونین ہیں محبوب احد--------	’’ ’’ ’’	34
9	وہ سرحشر مدینے کا گل تر آیا----------	’’ ’’ ’’	38
10	بہت دنوں سے تمنا ہے، بے قرار ہوں میں---	’’ ’’ ’’	40
11	دھوپ کا شعلہ گل تر میں بدلتے دیکھا------	’’ ’’ ’’	42
12	تاج مہتابی نہ تاروں کی قبا درکار ہے------	’’ ’’ ’’	44
13	جا بجا قرآن کی آیات میں----------	’’ ’’ ’’	47
14	جب مدینے کے در و بام پہ بیٹھا دیکھوں---	’’ ’’ ’’	49
15	ہرا بھرا شجر اعتبار آپ سے ہے-------	’’ ’’ ’’	51
16	جس پہ آقا کا نقش پا ہوتا----------	’’ ’’ ’’	53

17	لب مضطرب کی ہے آرزو ملے تیرا در مرے مصطفی --	یاور وارثی عزیزی نوابی	56
18	برستے بادل بجھے نظاروں کو مہر و مہتاب کر رہے ہیں -	" " "	58
19	جاری ہوا ہر دور میں فیضان محمد ---------	" " "	60
20	ہر ذرے میں پوشیدہ ہے تنویر محمد ---------	" " "	63
21	ذکر نبی ہے کام مرا ------------	" " "	66
22	جس سمت نظر گھومے تجھے پائے محمد --------	" " "	68
23	جلتے سورج کو بجھا سکتا ہے جگنوان کا --------	" " "	71
24	آساں نہیں ہے شہر پیمبر نہ دیکھنا ---------	" " "	73
25	وہ حبیب خدا وہ ہیں خیر الانام آؤ ہم بھیجیں ان پر درود و سلام ------------	" " "	76
26	کبھی تھا میں بھی کسی سنگ رہ گزر کی طرح -----	" " "	78
27	بیٹیاں بیٹے ہیں کیا چیز مرا گھر کیا ہے -------	" " "	79
28	جھکا کے اپنا سر عقیدت درود پڑھنا سلام پڑھنا -	" " "	81
29	حرف حق مصطفی آئینہ مصطفی ----------	" " "	83
30	جنت میں میسر ہو تو گھر بھی ہے کوئی چیز -----	" " "	85
31	سرکار دو عالم کی محبت ہے بڑی چیز -------	" " "	87
32	کرم حضور کا ہے اس لیے نہیں ڈرتے -----	" " "	89

باب مناقب

1	میرے حسین میرے فلک مرتبت حسین -----	یاور وارثی عزیزی نوابی	92
2	بے مثل حوصلوں کا شجر ہے مرا حسین ------	" " "	94
3	تجھ کو چوما ہے مرے آقا نے جب سے یا حسین ----	" " "	97

4	جواب آلِ نبی کوئی دوسرا ہوا ہے--------	یاورواراثی عزیزی نوابی	99
5	جو کربلا نے صدا لگائی تو سر کٹانے حسین آئے--	،، ،، ،،	101
6	جان زہرا جان پیغمبر حسین------------	،، ،، ،،	102
7	جس نے تجھے دیکھا اسے محسوس ہوا ہے-----	،، ،، ،،	104
8	اگرچہ ظلم کے نرغے میں گھر حسین کا ہے-----	،، ،، ،،	106
9	جس کے لیے شہادت عظمیٰ کا جام ہے------	،، ،، ،،	108
10	تضمین۔تدبیر کے امیر ہیں مولائے کائنات--	،، ،، ،،	110
11	یہ دعا ہے مری تو سن لے خدائے خواجہ------	،، ،، ،،	113
12	ہے مرا شہر اماں زیر لوائے خواجہ---------	،، ،، ،،	115
13	میرے سرکار نے بھیجا یہاں، آئے خواجہ-----	،، ،، ،،	117
14	رشتہ ہے نفع سے نہ تعلق زیاں سے ہے------	،، ،، ،،	119
15	جانِ علی زہرا کے پیارے خواجہ معین الدین حسن---	،، ،، ،،	122
16	جاتی ہے زندگی شہ نواب لو خبر----------	،، ،، ،،	125
17	منظر شہ نواب یہ دیکھا ترے در سے-------	،، ،، ،،	126
18	شاہ نواب ہے تو باغ ولایت کا چراغ-------	،، ،، ،،	129
19	دور کر سکتا ہے جو غم کا اندھیرا تم ہو--------	،، ،، ،،	131
20	چل پڑا جو راستہ ملا نظام الدین کا---------	،، ،، ،،	134
21	رکھتی نبی کی آل ہے نارے کی سرزمیں-----	،، ،، ،،	137
22	شاہ فرخ مرے دربار ہے عالی تیرا-------	،، ،، ،،	139
23	قاضی کا نپور نگر حضرت سمیع------------	،، ،، ،،	140
24	رحمتوں کا ہے شجر بارہ ربیع الاول---------	،، ،، ،،	142
25	بڑی ہی افضل و اعلیٰ شب براءت ہے------	،، ،، ،،	144

یاور کی تقدیسی شاعری اور میرا نکتہ نظر

حضرت سید محمد نورالحسن نور عزیزی نوابی قبلہ
خانقاہ نوابیہ ابوالعلائیہ، قاضی پور شریف، کھاگا، فتح پور (ہسوہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ

(ترجمہ: اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کروگے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے۔)

رب کریم کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت شعر گوئی کا ہنر بھی ہے اور اس نعمت کا شکر بجالانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ بندہ خود کو تقدیسی کلام تخلیق کرنے میں مصروف رکھے۔ اسی جذبہ شکرِ نعمت کے ساتھ حضرت یاور نے یہ بیت رقم کی ہے:

صد شکر کہ میں نعت کا شاعر ہوا یاور
صد شکر مجھے نعتیہ افکار ملے ہیں

نعتیہ افکار تو انہیں آغاز شعر گوئی سے حاصل ہو گئے تھے۔ اور کیوں نہ ہوتے کہ انہیں خدمت نعتِ رسول اپنے والد سے ورثے میں ملی ہے۔ وہ خود کہتے ہیں :

خدمت نعت وراثت میں ملی ہے یاور
لکھا کرتے تھے قصیدہ مرے ابو اُن کا

خدمت نعت یوں بھی ہر شاعر کا مقدر نہیں، یہ منصب انہی کو عطا ہوتا ہے جن کا سینہ عشق رسول کے نور سے معمور ہوتا ہے۔ یہی عشق رسول شاعر کو سوز و ساز اور سوچنے کے نئے انداز عطا کرتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو ممکن ہے کہ رسمی نعتیں تخلیق ہو جائیں لیکن ان میں جذب و تاثیر نام کو بھی نہ ملے گی۔ پس خدمت نعت بھی عشق رسول کا ہی صلۂ عظیم ہے۔ اس پر جتنا شکر باری کیا جائے کم ہے۔ یاور صاحب کے اب تک دس سے زائد تقدیسی اور بہاریہ مجموعے طبع ہو چکے ہیں جن میں "محراب"، "حدیقۂ رنگ" اور "تحیت" کے بعد مجموعۂ ہذا "گلگشت" اس نوعیت کا چوتھا مجموعۂ کلام ہے جس میں نعتوں کے ساتھ مناقب کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ آقائے کریم ﷺ کے ساتھ آپ کے اہلبیت و اصحاب اور اولیائے عظام کو یاد رکھنے کی یہ بڑی شاندار روایت ہے۔ اس خاکسار نے بھی اپنے حاصلات فکری کو جب کتابی صورت میں شایع کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور جو پہلا شعری مجموعہ "قلزم نور" منظر عام پر آیا وہ مجموعۂ نعت و مناقب ہی تھا۔ اور حسن اتفاق دیکھیے کہ اس کتاب کے مرتب یاور صاحب تھے جن کی کتاب "گلگشت" پر میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ ان باتوں کے ذریعے قارئین کو میرے اور یاور صاحب کے تعلق خاطر کا پتہ چل ہی گیا ہوگا۔ لہٰذا میں ان کی کتاب میں تنقیص کے پہلو تو تلاش کرنے سے رہا اور احباب نوازی و تعلقاتی تنقید بھی میرے بس کی نہیں۔ اتنا ضرور کہوں گا کہ برصغیر ہند و پاک میں دربارۂ جدت طرازی یاور صاحب منفرد و یکتا ہیں۔ ہر کاسہ بہ کف روایتی لفظ کو نئے مفہوم عطا کرنے کا فن ان کے علاوہ مجھے اپنے عہد میں اور کسی شاعر کے ہاں اس کمال کے ساتھ نظر نہیں آتا۔ ان کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ وہ ہر صنف سخن میں ایسی ہنر مندی سے شعر کہتے ہیں کہ سننے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ ان کی شاعری اسی صنف کے لیے مخصوص ہے۔ ایسی ہمہ جہتی صرف قدیم شعرائے فارسی و اردو کو حاصل تھی۔ میں اپنا ایک موقف بھی یہاں بیان کیے دیتا ہوں کہ میں شاعری کے باب میں افضل و مفضول کی بحث کا سرے سے قائل

ہی نہیں ہوں کہ کون چھوٹا شاعر ہے اور کون بڑا شاعر۔ یاور صاحب کے متعلق مذکورہ بالا حسینی اور اعترافی جملوں سے کسی کو یہ مغالطہ نہ ہو کہ میں نے انہیں اس دور کا سب سے بڑا شاعر قرار دیا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ مجھے یہی نہیں معلوم کہ چھوٹا اور بڑا شاعر کیا ہوتا ہے اور جو آدمی اچھا شعر نہ کہہ سکے وہ شاعر ہی کیوں کر ہوا، تو کبیر وصغیر کی بحث کا نتیجہ معلوم۔ دوسری بات یہ کہ میں نے جناب یاور کی شاعری کا کسی بھی معاصر شاعر سے تقابل نہیں کیا اور یہ قرین انصاف بھی نہیں ہے کہ میں یاور کے "شب چراغ" کو افتخار عارف کے "مہر دو نیم" کے سامنے رکھ دوں یا پھر خورشید رضوی کے "سرابوں کے صدف" کو روکش "پس غبار" کروں۔ نہیں موازنے کا یہ طریقہ بالکل درست نہیں کہ ان تینوں شعرا کا شعری مزاج مختلف ہے اور جب ان کے امزجہ وطرز سخن میں اختلاف ہے تو موازنے کا سوال ہی نہیں اٹھتا لہٰذا یہ چھوٹے اور بڑے شاعر کی بحث وقت کے ضیاع کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ آخر میں کتاب ہٰذا سے ایک نہایت ہی سادہ اور سلیس مگر فکر انگیز شعر نقل کر رہا ہوں۔ کاش اس قوم کا ہر فرد صرف اتنا ہی سوچنے لگے تو یقین ہے کہ رب تعالیٰ ہمارا بگڑا مقدر سنوار دے گا۔ اس شعر کے آئینے میں اپنے روزمرہ کے معمولات کو دیکھیے گا، معانی کے دریچے خود بہ خود کھلتے چلے جائیں گے۔

انگلی نہ اٹھے تیری طرف میرے سبب سے
سرکار مجھے صرف اس اک بات کا ڈر ہے

✶

سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم

الحمد للہ کہ نعت ومناقب کا تازہ مجموعہ "گلگشت" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

پچھلے کچھ مہینوں سے میں اتنا زیادہ علیل تھا کہ یہ سوچنا بھی ممکن نہ تھا کہ اب کوئی مجموعہ میں اپنے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور بزرگان دین کی بارگاہوں میں پیش کرسکوں گا لیکن اللہ کی رضا کہ اس کی رحیمی کریمی مجھ پر اتنی جلدی خدمت کا یہ باب بند نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کی مرضی تھی کہ میں اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے اولیاء کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی بارگاہوں میں ابھی خراج عقیدت پیش کرتا رہوں۔ اللہ جل شانہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔

لہٰذا خاص اس کی عطا اور کرم سے میں یہ مجموعہ تکمیل کے مراحل سے گزار کر آقائے بحر وبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء عظام کی بارگاہوں میں اس امید کے ساتھ پیش کررہا ہوں کہ ان شاء اللہ مقبولیت کی سند پائے گا اور میری نجات اخروی کا باعث بنے گا۔

نعت ومنقبت وہ دنیائے سخن ہے جہاں کوئی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اس نے حق ادا کردیا ہے۔ اس میدان کی عظیم ترین عبقری شخصیات بھی ہزار کوششوں کے بعد بھی تشنگی محسوس کرتی ہیں اور اپنی تخلیق میں ادھورے پن کا احساس کرتی ہیں۔ میں کیا

اور میری بساط کیا لیکن ہاں میں جن کی بارگاہوں میں خراج عقیدت پیش کر رہا ہوں ان کی ادائے خسروانہ سے امید ہے کہ وہ مجھے مایوس کرم نہیں کریں گے اور میری اس کاوش کو ضرور قبول کریں گے۔

مستقل بیماریوں نے مجھے اتنا مضمحل کر دیا ہے کہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میری ہر کاوش بے عیب و بے نقص ہے۔ لیکن جیسی بھی ہے جو کچھ بھی ہے آقائے معظم ومکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بزرگان دین رضی اللہ اجمعین کی بارگاہوں میں نیز ان سے ہوتے ہوئے آپ کی معتبر قرأتوں کے حوالے ہے۔ اس مجموعے میں اگر کچھ خامیاں اور کمیاں در آئیں ہوں تو ان کو نظر انداز کرتے ہوئے میرے جذبے اور اخلاص کو مدنظر رکھیں اور دارین میں سرخروئی کی دعاؤں سے نوازیں۔

میں حضور سیدی سرکار سید نورالحسن نور نوابی عزیزی کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں ہمیشہ کی طرح اس بار بھی مجھ پر کرم کرتے ہوئے میری اس کتاب کو بھی دبستان نوابیہ عزیزیہ پبلکیشنز کے پلیٹ فارم سے طبع کروا کر شائع کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اقبال کو دن دونا رات چوگنا بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وازواجہ وبارک وسلم

دعاؤں کا طالب

یاور وارثی عزیزی نوابی

✷

حمد باری تعالی

فرش و افلاک فضا چاند ستارے اس کے
چاندنی اس کی ہے دھوپ اس کی نظارے اس کے

گرم رکھتی ہیں لہو میرا عنایات اس کی
دوڑتے میری رگوں میں ہیں شرارے اس کے

اس کے دریاؤں میں پانی کی روانی اس کی
اس کے منجدھار ہیں سب سارے کنارے اس کے

اس کی تخلیق ہیں ہم ، وہ ہے ہمارا خلاق
منقطع ہوں گے نہ رشتے یہ ہمارے اس کے

شاخ در شاخ گلوں کا ہے جمال اس کی عطا
دل کو بہلائیں مرے حسن شمارے اس کے

وہی شاہانِ زمانہ کا شکم بھرتا ہے
مجھ سے ادنیٰ کو بھی ملتے ہیں گزارے اس کے

مشک ہے نافۂ آہو میں نوازش اس کی
دشت سب اس کے ہیں آہو کے طرارے اس کے

اس نے چاہا تو یہ توقیر ہوئی ہے ارزاں
عکس بردار ہوئے آئینے سارے اس کے

آگ گلزار توجہ میں لگا دیتے ہیں
گل صد رنگ میں پوشیدہ شرارے اس کے

اس کی عظمت کا بیاں کرتی اذانیں اس کی
مسجدیں اس کی ہیں محراب منارے اس کے

دھوپ کے دشت میں ہیں سائے اسی کے یاور
منظر شام و سحر بھی ہیں سنوارے اس کے

✷

مناجات

اے مرے رب مجھے سیرابی پائندہ دے
میں بھی اک دشت ہوں مجھ کو بھی کوئی دریا دے

آس تجھ سے ہے لگائے ہوئے اک مدت سے
تشنۂ دید کو تو اپنا کرم دکھلا دے

تیرے محبوب کے جو چاہنے والے ہیں انہیں
سینہ بے کینہ دے اور اس کو دل زندہ دے

مطمئن کر نہ سکے گی مجھے آفاق کی راہ
اور آگے مجھے جانا ہے مجھے رستہ دے

جس میں اصحاب کا آقا کے ہو دیدار نصیب
میرے اللہ وہ نظارہ مجھے دکھلا دے

مشکلیں راہ کی دیوار بنی ہیں یارب
خوشبوئے امن سے تو دل کو مرے مہکا دے

مجھ کو رسوائی کے محلوں میں نہیں رہنا ہے
عزتیں رہتی ہوں جس کمرے میں وہ کمرہ دے

جو عطا کرتی رہے عشق نبی کی سوغات
قوم مسلم کو عنایات کی وہ دنیا دے

ظلم کے بازو و پر کاٹ دیئے تھے جس نے
پھر سے وہ حوصلہ دے پھر سے وہی جذبہ دے

اس سفر کے لیے تو مجھ کو مرے گھر سے نکال
جو سفر شہر مدینہ سے مجھے ملوا دے

بے یقینی کی سیاہی ہے مرے چہرے پر
نور ایقان سے یارب تو اسے چمکا دے

بھیج دے باد صبا سے گل طیبہ کی مہک
میرے اللہ تو احساس مرا مہکا دے

میرے اللہ مجھے دے وہ خرد کی منزل
زلف ہستی کے ہر اک پیچ کو جو سلجھا دے

دے شہادت کا عمامہ سر یاور کے لیے
جام کوثر کے لیے اس کو لب تشنہ دے

٭

باب نعوت

غم ہائے زندگی سے جو گھبرایا میرا دل
نعت رسول پاک کی وادی میں آ گیا

نظم (آمد رسول ﷺ)

جہل سفاک کی تاریک فضا چھائی تھی
ظلم شمشیر تھا ہر سمت قضا چھائی تھی

زندگی کے لیے ایک ایک قدم تھا مشکل
جو تھے کمزور انہیں سانس تھا لینا مشکل

اک خدا کا تو تصور بھی نہیں تھا باقی
زہر دیتا تھا شرابوں میں ملا کر ساقی

عیب جوئی کی وبا عام تھی دنیا بھر میں
پاؤں پھیلائے ہوئے شام تھی دنیا بھر میں

ناتواں مشعل توقیر نظر آتی تھی
ہر طرف بس یہی تصویر نظر آتی تھی

موت سے ہاتھ ملانے کے لیے ہوتی تھیں
بیٹیاں قبر میں جانے کے لیے ہوتی تھیں

شعلہ قہر و غضب سر بہ فلک تھا پہلے
سفر سنگ فنا آئینوں تک تھا پہلے

زندگی کرنے کے دن رات عجب تھے پہلے
کیا کروں ذکر کہ حالات عجب تھے پہلے

چوکڑی بھرتے نہ تھے شرم کے آہو پہلے
بے حیائی کی وبا عام تھی ہر سو پہلے

تھی تجارت کے لیے دھوکا دھڑی عام بہت
جو مخالف تھے بظاہر تھے وہ ناکام بہت

اہل حق گنبد بے در میں چھپے رہتے تھے
سچ کے حامی جو تھے وہ گھر میں پڑے رہتے تھے

اک کرن بھی نہ اجالوں کی کہیں ملتی تھی
یہ ہے وہ جنس جو ڈھونڈھے بھی نہیں ملتی تھی

چاٹتے خاک تھے احساس کے لشکر سارے
الغرض تیرہ و تاریک تھے منظر سارے

دفعتاً باد صبا آئی یہ کرنے اعلان
آمنہ بی بی کے گھر آئے نبی ذیشان

لے کے آئی یہ خبر بارہ ربیع الاول
آئے محبوب خدا نور کے برسے بادل

نقش پائے شہ کونین کے چمکے مہتاب
مٹ گئے رات کے سب نقش ونشاں مثل حباب

زندگی ہنسنے لگی آیا رخ گل پہ شباب
چھا گئے چاروں طرف رحمت و راحت کے سحاب

پرچم امن و اماں لوگ سنبھالے نکلے
دف بجاتے ہوئے گھر گھر سے اجالے نکلے

پھول ہر شاخ پہ روشن ہیں بہار آئی ہے
میرے سرکار کے صدقے میں یہ رعنائی ہے

غیر ممکن تھا کہ دنیا میں سویرا ہوتا
وہ نہ آتے تو اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا

✶

جلوہ دکھانے والے ہیں گھر کو سجائیے
سرکار آنے والے ہیں گھر کو سجائیے

نظم "عشق نبی"

عشق سرکار دوعالم پہ زباں کھولتا ہوں
میرے جذبات جو کہتے ہیں وہی بولتا ہوں

عشق سرکار سے ہے سلسلہ شام و سحر
شاخ ہے جسم تو ہے عشق نبی اس کا ثمر

موج دریا یہی دریا کی روانی ہے یہی
تشنگی دشت ہے تو دشت میں پانی ہے یہی

حوصلہ بے کس و نادار کو دیتا ہے یہی
زندگی ٹوٹتی دیوار کو دیتا ہے یہی

بالیقیں باعث تخلیق دوعالم ہے یہی
دل دھڑکنے کا جو سرگم ہے وہ سرگم ہے یہی

بال و پر ڈوبتے خورشید نوا کو بخشے
ہے یہی عشق جو پرواز ہوا کو بخشے

سوز کرتا ہے عطا ساز عطا کرتا ہے
سوچنے کے نئے انداز عطا کرتا ہے

یہ نہ ہوتا تو کہاں ملتی گلوں کو خوشبو
دوڑتا رہتا ہے یہ بن کے چراغوں میں لہو

اس کو حاصل ہوئی بوبکر کے جیسی قندیل
ہو گیا جذب عمر اس کی رگوں میں تحلیل

اس کو عثمان کے ہاتھوں نے چھپا رکھا ہے
اس کو حیدر کی شجاعت نے بچا رکھا ہے

نور عینین علی فاطمہ زہرا کے چین
اس پہ گھر اپنا لٹاتے ہیں حسن اور حسین

نام پر اس کے فدا ملک حبش کا ہے بلال
اس کے اطراف پھرا کرتا ہے خوش بخت ہلال

اس کو حسان کا سرمایۂ جاں حاصل ہے
اس کو خالد کی نگاہوں کا جہاں حاصل ہے

جان و دل اپنے فدا کرکے اویس قرنی
ہو گئے عاشق و شیدائے رسول مدنی

عظمت قادر جیلاں کی بنا ہے یہی عشق
مشعل خواجۂ اجمیر بنا ہے یہی عشق

لو جو مدھم بھی نظر آئے تو مدھم نہ سمجھ
یہ ہے عشق شہ کونین اسے کم نہ سمجھ

اس کو اصحاب مکرم کی ملی ہے دھڑکن
سب کو حیران کیے رہتا ہے اس کا جوبن

سن لے اے دست قضا تیرا ہنر کچھ بھی نہیں
رب کعبہ کی قسم تیر و تبر کچھ بھی نہیں

ظلم اور جبر کے محلوں کو گرا سکتا ہے
ہوش میں آتش مغرور کو لا سکتا ہے

دسترس میں یہ کسی کی نہیں آنے والا
کوئی پیدا نہیں دنیا میں مٹانے والا

حد سے آگے نہ بڑھیں ہاتھ بڑھانے والے
میرا اعلان ہے یہ سن لے زمانے والے

کوششیں کرتی رہیں لاکھ ہوائیں کالی
یہ ہے وہ شمع جو ہرگز نہیں بجھنے والی

زندگی تجھ سے ہے اے عشق نبی زندہ باد
روشنی تجھ سے ہے اے عشق نبی زندہ باد

✶

نعت مبارکہ

سب کو کہاں ایسے در و دیوار ملے ہیں
تقدیر سے مجھ کو مرے سرکار ملے ہیں

پھر مجھ کو ملا موسم میلاد شہ دیں
پھر روز و شب آمد سرکار ملے ہیں

یا شاہ امم میرے نبی اے مرے آقا
منظر سبھی مجھ کو شفق آثار ملے ہیں

جس گھر میں ملا صل علی سب کے لبوں پر
اس گھر میں مجھے سید ابرار ملے ہیں

آقائے دوعالم کی ولادت کی گھڑی میں
مصروف سخن ثابت و سیار ملے ہیں

جس تار کا ہے نام شہ دیں کی محبت
اُس تار سے فردوس کے سب تار ملے ہیں

آقائے دوعالم کی ولادت کی خوشی میں
آفاق کے سب تار ضیابار ملے ہیں

دوبار مدینہ میں گیا ہوں مجھے ہر بار
الطاف و عنایات کے انبار ملے ہیں

جو پھول ہیں وہ پھول ہیں کیا ذکر ہو ان کا
پتھر بھی ترے کوچے کے شہکار ملے ہیں

جو تیرے ہیں اپنے انہیں ہنستے ہوئے پایا
جو تیرے مخالف ہیں سبک سار ملے ہیں

جب لوٹ کے آیا ہوں مدینے سے میں گھر کو
خوابوں کی طرح مجھ کو مرے یار ملے ہیں

صد شکر کہ میں نعت کا شاعر ہوا یاور
صد شکر مجھے نعتیہ افکار ملے ہیں

نعت مبارکہ

ریشم کی طرح آپ کی دیوار ہے در ہے
خوشبو سا مزاج آپ کا یا خیر بشر ہے

رات آپ کی آنکھوں میں گزر جاتی ہے آقا
پانی کی طرح بہتا ہوا دیدۂ تر ہے

وہ آپ ہیں دشمن کو محبت سے جو دیکھے
یہ کس نے کہا خنجر و شمشیر نظر ہے

وہ آپ ہیں جو نور کے سانچے میں ڈھلے ہیں
وہ آپ ہیں مٹی کی بھی رکھتا جو خبر ہے

جز آپ کے اے میرے نبی رزم جہاں میں
وہ کون ہے جو میرے لیے سینہ سپر ہے

انگلی نہ اٹھے تیری طرف میرے سبب سے
سرکار مجھے صرف اس اک بات کا ڈر ہے

سرکار یہاں گونجتے ہیں نعت کے نغمے
محلوں سے بھی اچھا مرا ٹوٹا ہوا گھر ہے

مصروف نہ کیوں اس کے قصیدے میں ہو دنیا
شبیر تری جان سی بیٹی کا پسر ہے

جو مجھ کو مصیبت سے بچا لیتا ہے آقا
یہ میرا ہنر تو نہیں ہاں تیرا ہنر ہے

حاصل مری فطرت کو جو ہے شان سخاوت
یہ تیری عنایات مسلسل کا ثمر ہے

سورج بھی جو یاور کو عطا کرتا ہے سایہ
اے شاہ امم یہ تری رحمت کا اثر ہے

*

نعت مبارکہ

در رسول کو دل میں بسالیا میں نے
یہ سینہ ایک خزینہ بنالیا میں نے

نبی کے مکتب کردار سے جو درس لیا
تو انگلیوں پہ فلک کو اٹھالیا میں نے

درود پاک پڑھا دلدلوں پہ پھونک دیا
ہلاک ہونے سے خود کو بچالیا میں نے

ملے ہوئے تھا بدن پر وہ خاک کوئے نبی
سو اپنی آنکھ پہ اس کو بٹھا لیا میں نے

حدود طیبہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھا
برس رہا ہے کرم سو نہا لیا میں نے

سجی تھی نعت کی محفل مرے مکان کے پاس
جو سو رہے تھے انہیں بھی جگالیا میں نے

خزاں اجاڑ گئی تھی روش روش میری
نبی کے ذکر سے گلشن سجالیا میں نے

مدد کو آگئی فوراً مرے حسین کی یاد
پہاڑ سر پہ جو اپنے گرا لیا میں نے

انا پرست مرا دل کہیں جھکا نہ مگر
نبی کے نقش قدم پر جھکا لیا میں نے

سنا جو میرے نبی کو نہیں پسند یہ راہ
قدم بڑھا ہوا پیچھے ہٹالیا میں نے

جو سنگ طیبہ مری ٹھوکروں میں آگیا تھا
اٹھا کے سینے سے یاور لگالیا میں نے

✶

نعت مبارکہ

نعت چھیڑی تو محلے کے دریچے جاگے
جب خبر آگے بڑھی اور محلے جاگے

خوشبوئیں باد صبا ان کی گلی سے لائی
مدتوں سے جو تھے سوئے ہوئے جذبے جاگے

ناپتا رہتا ہے قد شام امم کا شب و روز
جس کی تقدیر ہی سوئی ہو وہ کیسے جاگے

حجرۂ خواب میں آقا سے ملاقات ہوئی
رات جاگی تو مقدر کے ستارے جاگے

قبر میں سوئیں گے سرکار کے دیدار کے بعد
عمر بھر اس لیے سب چاہنے والے جاگے

آ کے طیبہ کی ہوا نے جو کریدا دل کو
دفعتاً راکھ میں پوشیدہ شرارے جاگے

کوئی طوفان بھی بیدار نہ کر پایا تھا
پاؤں رکھے مرے آقا نے تو رستے جاگے

مسکرایا مرے خوابوں میں مدینہ یاور
بام مشرق ہوا روشن تو نظارے جاگے

✶

میں چلوں گا راہِ رسول پر کہ یہ راستہ کوئی اور ہے
یہاں رحمتوں کی ہیں بارشیں یہاں رہنما کوئی اور ہے
ہے حبیب رب کریم وہ ،ہے رحیم بھی، ہے کریم بھی
مری روح کو ہے جو دیکھتا مرا آئینہ کوئی اور ہے

نعت مبارکہ

سید و سرور کونین ہیں محبوب احد
واقعہ ہے شب معراج کا دعوے کی سند

میرے سرکار زمرد کی طرح لگتا ہے
میرے خوابوں کی انگوٹھی میں تمہارا گنبد

تاج وہ ختم نبوت کا جو پہنے نکلے
ان کے قدموں میں گرے وہم وگماں کے معبد

ایک فی صد بھی نہیں اور کوئی اس میں شریک
چاہتا ہوں شہ کونین کو میں صد فی صد

بزم میلاد کا آیا ہے بلاوا مجھ کو
یہ خبر سن کے خوشی سے ہے مرا دل گد گد

اس کی سرگوشی سناتی ہے مجھے نعت کے شعر
یار میرا ہے مرے گاؤں کا تنہا برگد

منتظر جنبش لب کے ہیں سبھی میرے حضور
سر ہتھیلی پہ لیے پھرتے ہیں لاکھوں سرمد

سب کو دامان نوازش میں چھپائے ہوئے ہیں
دو گداگر مرے آقا کے ازل اور ابد

پیر کے ٹخنوں سے اوپر نہ پہنچ ان کی ہوئی
ناپتے تھے جو قد آور مرے سرکار کا قد

مرکز رخش تصور ہے مدینہ ان کا
سجدہ گاہ نگہ شوق ہے ان کا مرقد

میرے سرکار شفاعت سے نوازیں گے انہیں
نیک تو نیک ہیں اچھے ہیں بہت ان کے بد

اہل بیت شہ کونین کا دیوانہ ہوں
روشنی ہیں مری آنکھوں کی بتولی سید

ملک یہ وہ ہے کہ جس کا نہ کوئی اور نہ چھور
غیر ممکن ہے ملے عشق نبی کی سرحد

والقلم جس کی سند جس کا بیاں ہے طٰہٰ
عالم حسن کی معراج ہیں وہ خال و خد

چومتا ہاتھ تھا آقا کے غلاف کعبہ
بوسہ ہونٹوں کا لیا کرتا تھا سنگ اسود

جز منافق کے کسی میں بھی یہ ہمت ہے کہاں
کون کر سکتا ہے آقا کی کسی بات کو رد

بات جب ہوتی ہے سرکار دو عالم کے خلاف
بولتے وہ بھی ہیں جن کو نہیں آتی ابجد

ان سا ہونے کا جو اعلان کیا کرتے ہیں
بغض ہے ان کی سرشت ان کی طبیعت ہے حسد

ہر محقق کا زمانے کے یہی ہے اعلان
پاک پائے گئے ہر طرح سے سرکار کے جد

ان کے روضے کی دو عالم میں نہیں کوئی مثال
رشک فردوس بریں ان کی گلی ان کا بلد

ان کی مرضی سے سخن لیتا ہے میرا سانس
ان کی مرضی سے مجھے نعت کی ملتی ہے رسد

قربت حضرت حمزہ کا ملے جام مجھے
اپنی آغوش میں لے مجھ کو احد کا مشہد

رات دن کہتا رہوں ان کا قصیدہ یاور
کاش ہوتی رہے اشعار کی پیہم آمد

✶

نعت مبارکہ

وہ سر حشر مدینے کا گل تر آیا
وہ شفاعت کا وسیلہ سر محشر آیا

خیریت پوچھنے طیبہ کا جو پتھر آیا
سر جھکائے ہوئے میں جسم سے باہر آیا

لشکر ملک ستم جان بچا کر بھاگا
میری امداد کو جب ان کا قلندر آیا

ملکہ خواب بلاتی رہی شب بھر لیکن
میں تری یاد کے حجرے سے نہ باہر آیا

مجھ کو آقا نے غلامی کا شرف بخش دیا
پھر کبھی کوئی نہ الزام مرے سر آیا

دیکھ کر لوٹ گیا ان کی عنایت کا حصار
جب مرے سر کی طرف ظلم کا پتھر آیا

دشت ظلمات میں جو مانگی شہ دیں سے مدد
دفعتاً غیب سے امداد کو لشکر آیا

باغ طیبہ میں اٹھا شور ادھر تو دیکھو
ماہ رو رشک گل سرو و صنوبر آیا

سنگ در چومنے پہنچوں تو کہیں میرے حضور
سر جھکائے مرے دربار میں یاور آیا

✶

نعت مبارکہ

بہت دنوں سے تمنا ہے، بے قرار ہوں میں
حضور رکھیے قدم مجھ پہ خاک زار ہوں میں

شکستہ پیرہن جاں ہے تار تار ہوں میں
"حضور اپنے گناہوں پہ شرمسار ہوں میں"

حضور حجرے سے نکلیں کہ صبح بھی دیکھوں
افق گواہ ہے خورشید انتظار ہوں میں

حضور صدیوں سے بے آب زندگی ہے مری
سنا ہے لوگوں سے میں نے کہ آبشار ہوں میں

مدینے والا سمیٹے ہوئے ہے میرا وجود
اگرچہ دیکھنے میں حرف انتشار ہوں میں

نبی کا اسم گرامی ہوں یعنی احمد ہوں
میانِ ظلمت و نور ایک کوہسار ہوں میں

خبر نہیں مری منزل کہاں ہے میں ہوں کہاں
نوازشات کے اشہب کا شہ سوار ہوں میں

بنائے فخر ہے ان کے گداگروں میں شمار
خوشی یہ ہے کہ قبیلے میں باوقار ہوں میں

عمامہ گنبد خضرا کا سر پہ باندھے ہوئے
مدینہ فخر سے کہتا ہے تاجدار ہوں میں

حضور خار کو گل کرنا کام آپ کا ہے
حضور خار زدہ ایک رہ گزار ہوں میں

سب اختیار ہیں یاور نبی کے ہاتھوں میں
خود اپنے آپ پہ رکھتا کب اختیار ہوں میں

✶

نعت مبارکہ

دھوپ کا شعلہ گل تر میں بدلتے دیکھا
یا نبی کہتے ہی منظر کو بدلتے دیکھا

قمقمے عشق شہ دیں کے لگائے میں نے
اور پھر اپنے بجھے گھر کو بدلتے دیکھا

ان کے کوچے میں رسائی کی خبر ملتے ہی
اپنے بوسیدہ مقدر کو بدلتے دیکھا

میرے سرکار کا انداز سخن ایسا ہے
موم تو موم ہے پتھر کو بدلتے دیکھا

ذکر سے ان کے ہر اک منظر شب پیکر نے
ایک لمحے میں مرے گھر کو بدلتے دیکھا

کیا کبھی مدح کسی اور کی بھی اس سے سنی
کیا کبھی ان کے ثناگر کو بدلتے دیکھا

نعت گوئی نے چمک بخش دی ہر چہرے کو
شاعر نعت کے گھر بھر کو بدلتے دیکھا

ان کی رحمت ہے وہی اس کی عنایات وہی
میکدہ بدلا کہ ساغر کو بدلتے دیکھا

ساری دنیا کے کبوتر ہوئے خم اس کے حضور
ان کے کوچے میں کبوتر کو بدلتے دیکھا

نام آقا کا سر حشر لیا رب کے حضور
اور اعمال کے دفتر کو بدلتے دیکھا

آج بھی نعت کو سینے سے لگائے ہوئے ہے
دو گواہی ، کبھی یاور کو بدلتے دیکھا

✶

نعت مبارکہ

تاج مہتابی نہ تاروں کی قبا درکار ہے
مجھ کو خاک راہ شاہ دوسرا درکار ہے

تجھ کو ازبر ہیں مدینے کے گلی کوچے تمام
تیری ہمراہی مجھے باد صبا درکار ہے

جب کوئی ٹوپی پہنتا ہوں تو کہہ دیتا ہے سر
مجھ کو محبوب خدا کا نقش پا درکار ہے

ہجر کی دہلیز پر کب تک کروں میں انتظار
وصل تیرا مجھ کو اے غار حرا درکار ہے

مجھکو بیٹی کے لیے اچھا سا تحفہ چاہیے
ان کے باغ عشق کا برگ حنا درکار ہے

میری بدبختی نے جس کو کر دیا ہے درکنار
پھر مجھے وہ نعت گوئی کی ادا درکار ہے

ایک جگنو اپنی الفت کا ادھر بھی بھیجیے
بے دیا ہے میرا گھر مجھ کو دیا درکار ہے

چاہتا ہوں مصطفیٰ کے در پہ رکھنا اک سوال
اس لیے لہجے کو میرے اک گدا درکار ہے

نذر کرنے کے لیے تیار رکھو اپنے سر
زندگی کو ایک تازہ کربلا درکار ہے

کیا خیال مصطفیٰ کی رہبری کافی نہیں
کشتیوں کے واسطے کیوں ناخدا درکار ہے

خاک کر دے گی مجھے یہ مسئلوں کی سخت دھوپ
گنبد خضرا مجھے سایہ ترا درکار ہے

حرف دیں، افکار دیں، انداز دیں میرے حضور
بے مثالی کی سند حمد خدا درکار ہے

پشت سے جس کی بلاتے ہوں مجھے میرے حضور
میری بیتابی کو وہ کوہ ندا درکار ہے

کر رہا ہے اک غلام مصطفیٰ اعلان جنگ
اب سراب دشت کو بھی حوصلہ درکار ہے

ساری آوازوں سے کہہ دو سی لیں اپنے اپنے ہونٹ
ٹوٹتی سانسوں کو ذکر مصطفیٰ درکار ہے

نقش پا تو دے چکے ہیں تجھ کو میرے مصطفیٰ
آسماں اب یہ بتا ، اب اور کیا درکار ہے

میری خواہش ہے مسلسل دیکھنا کوئے رسول
میری آنکھوں کو تسلسل خواب کا درکار ہے

زندگی دے کر بھی پانا چاہتا ہوں یہ شرف
مجھ کو یاور دشت طیبہ کی فضا درکار ہے

سرکشی پر پھر ہیں آمادہ کئی تازہ یزید
مجھ کو بھی یاور حسینی قافلہ درکار ہے

نعت مبارکہ

جابجا قرآن کی آیات میں
وہ دھڑکتے ہیں دل آنات میں

مصطفےٰ کا ذکر جاگے ذہن میں
جیسے روشن ہوں ستارے رات میں

رحمتوں کے آسمانوں کی تمام
وسعتیں گم مصطفیٰ کی ذات میں

ہم سفر ماہ مدینہ ہوگیا
چل پڑے تھے ہم اندھیری رات میں

خاک طیبہ کی تمنا ہے بہت
کیا کروں لعل و گہر خیرات میں

جس کو کہتے ہیں مدینے کا غبار
میں بھی مل جاؤں انہیں ذرات میں

چاندنی کرنے کو آئے جب طواف
گنبد سرکار دیکھو رات میں

نور برساتے ہیں طیبہ میں تمام
ابر پارے نور کے برسات میں

بس پلک جھپکی گئے واپس ہوئے
لامکاں کا ہے سفر لمحات میں

صبح نے یاور کیا آکر سلام
گم تھے نظارے نبی کی بات میں

✷

نعت مبارکہ

جب مدینے کے در و بام پہ بیٹھا دیکھوں
ہر کبوتر میں چھپا ایک فرشتہ دیکھوں

بامِ تخئیل سے جب گنبدِ خضرا دیکھوں
فرش تا عرش رواں نور کا دریا دیکھوں

ماسوا اس کے نہ کچھ اور نظارا دیکھوں
آنکھ جب بند کروں گنبدِ خضرا دیکھوں

کوئی بھی شے نہیں جو اس کے برابر ہو مگر
چاند دیکھوں تو لگے ان کا دریچہ دیکھوں

پڑھ کے آقا پہ درود اس پہ جو دم کرتا ہوں
کاغذی پھول کو بھی خوب مہکتا دیکھوں

ہوک اٹھتی ہے مرے دل میں خیال آتا ہے
وقت الٹا چلے آقا کا زمانہ دیکھوں

جس نے مشہور کیا نعت کا شاعر مجھ کو
پھر وہی نعت کا انداز دوبارا دیکھوں

لمس آقائے دو عالم کا جنہیں حاصل ہے
پھر در و بام وہ چوموں وہ نظارا دیکھوں

فاصلہ طے کروں لمحوں میں وہ پرواز ملے
پر جو لگ جائیں تو ہر روز مدینہ دیکھوں

جب خیالات کی رو جائے مدینے کی طرف
ہر طرف خانہ ہجراں میں اجالا دیکھوں

کچھ نظر آئے نہ آئے ہے تمنا یاور
گھر سے باہر جو قدم رکھوں مدینہ دیکھوں

✶

نعت مبارکہ

"حضور میری تو ساری بہار آپ سے ہے"

ہرا بھرا شجر اعتبار آپ سے ہے
سدا بہار گل انتظار آپ سے ہے

حضور دست ہنر کی بساط کچھ بھی نہیں
اک ایک نقطہ مرا شاہکار آپ سے ہے

حضور میرا ہے ایماں مرا یقین ہے یہ
کہ پھول زار مرا ریگزار آپ سے ہے

حضور باغ مرا آپ نے کیا شاداب
"حضور میری تو ساری بہار آپ سے ہے"

کرم نے آپ کے بخشی ہے قوت پرواز
جہان فکر کا ہر شہ سوار آپ سے ہے

حضور آپ نہ ہوتے تو صفر میں ہوتی
یہ کائنات نفس زرنگار آپ سے ہے

حضور آپ کے دیدار کی تمنا میں
کلی کلی مری سینہ فگار آپ سے ہے

حروف آپ کے آتے ہیں ذہن یاور میں
قلم کی نوک بھی سینہ فگار آپ سے ہے

✷

نعت مبارکہ

جس پہ آقا کا نقش پا ہوتا
میں وہ خوش بخت راستہ ہوتا

کھاتے ہوتے مرے حضور کھجور
گٹھلیاں میں بٹورتا ہوتا

آ رہے ہوتے لیٹنے کو حضور
میں چٹائی بچھا رہا ہوتا

منھ دھلاتا میں صبح دم ان کا
شام کو پاؤں دابتا ہوتا

اپنا موچی مجھے بناتے وہ
جوتیاں ان کی گانٹھتا ہوتا

ابر کو ان کا سائباں بنتے
انہیں آنکھوں سے دیکھتا ہوتا

پیڑ کو دیکھتا میں چلتے ہوئے
جب اشارا حضور کا ہوتا

نعت حسان پڑھ رہے ہوتے
میرے ہونٹوں پہ مرحبا ہوتا

مصطفی مسکرا رہے ہوتے
چاند قدموں کو چومتا ہوتا

ان کی رحمت بھری نگاہوں کا
میرے اطراف دائرہ ہوتا

ہاتھ رکھ دیتے مصطفی مجھ پر
میں بھی آئینہ بن گیا ہوتا

سونگھتا پھرتا راستے ان کے
خاک طیبہ کی چھانتا ہوتا

ان کی خدمت میں زندگی کٹتی
سنگ در ان کا گھر مرا ہوتا

ان کے چہرے کی روشنی میں میں
آخری سانس لے رہا ہوتا

میری پلکیں وہ بند کر دیتے
سامنے ان کے مر گیا ہوتا

خواب میں نے جو دیکھے ہیں یاور
کاش ویسے ہی سب ہوا ہوتا

✷

نعت مبارکہ

لب مضطرب کی ہے آرزو ملے تیرا در مرے مصطفیٰ
ہو کرم کی اس پہ بھی اک نظر شہ بحر و بر مرے مصطفیٰ

مرے نام شام سکوں بھی ہو مرے نام بزم سحر بھی ہو
ترے کوئے صبر و قرار میں ہو مرا بھی گھر مرے مصطفیٰ

تری چاہتوں کے نشان ہیں تری رحمتوں کے بیان ہیں
مری راہ میں جو قدم قدم ہیں شجر حجر مرے مصطفیٰ

کوئی پوچھتا بھی نہیں کبھی ہوا اس کا حسن و جمال کیا
مرے ٹوٹے پھوٹے مکان پر بھی ہو اک نظر مرے مصطفیٰ

مری بے حسی مری خودسری مری در بہ در کی گداگری
تری الفتیں تری رحمتیں تری در گزر مرے مصطفیٰ

یہی آرزو مرے دل کی ہے یہی جستجو مرے دل کی ہے
ترے در پہ نذر کرے گہر مری چشم تر مرے مصطفیٰ

وہ در فرید ملے مجھے وہ جنون دید ملے مجھے
کہ جمال گنبد سبز سے نہ پھرے نظر مرے مصطفیٰ

گل التفات ترا ملے ہوں مریض درد شفا ملے
مرے رہنما مرے مصطفیٰ مرے تاجور مرے مصطفیٰ

مہ و مہر و انجم و کہکشاں کی نگاہ بوسہ لے ہر گھڑی
ہو جبین یاور وارثی ترا سنگ در مرے مصطفیٰ

✶

نعت مبارکہ

برستے بادل بجھے نظاروں کو مہر و مہتاب کر رہے ہیں
طفیل شاہ امم زمینوں کو سبز و شاداب کر رہے ہیں

یہ میرا وجدان کہہ رہا ہے کہ دشت امکاں کی وسعتوں میں
نقوش پائے نبی کے اطراف رقص گرداب کر رہے ہیں

ہو ناتوانی کی حکمرانی کہ جھریوں کی ہو جاودانی
نبی کے دیدار کے مہیا تمام اسباب کر رہے ہیں

سنا ہے دن رات زہر اگلتے ہیں دشمنان رسول اکرم
جواب دینے کو ہم بھی اپنی زباں کو تیزاب کر رہے ہیں

کہاں سے لاؤں میں اتنے پیسے کہ در پہ آقا کے جاسکوں میں
کہاں سے پوری کروں وہ ضد میں جو ضد مرے خواب کر رہے ہیں

کہیں تمہیں دیر ہو نہ جائے اٹھو بھی غفلت کے بستروں سے
سنو ، اشارہ حریم رحمت کے بام و محراب کر رہے ہیں

بھٹکتا میں در بدر پھروں کیوں جہاں رکا ہوں وہاں رکوں کیوں
مدینے والے کی سمت ہجرت مرے سبھی خواب کر رہے ہیں

ہمارے عہد سخن کے کتنے ہی شاعران رسول رحمت
نبی کی مدحت نگاریوں کے رقم نئے باب کر رہے ہیں

مکین طیبہ کے سبز گنبد پہ اپنی نظریں جمائے پیہم
فلک دریچوں سے حور و غلماں سلام و آداب کر رہے ہیں

رسول آخر حبیب داور نگاہ کا لمس دے کے یاور
جو دشمنی کا لباس پہنے ہیں ان کو احباب کر رہے ہیں

✶

نعت مبارکہ

جاری ہوا ہر دور میں فیضان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
ہر لمحہ کہے نعت بہ عنوان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

دریائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملا کرتا ہے پانی
شاداب رہے گا چمنستان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

بے تاج بھی کرتے تھے زمانے پہ حکومت
تھے ٹاٹ نشیں سارے گدایان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ابرو کے اشارے سے کٹاتے ہوئے سر کو
تاریخ میں زندہ ہیں محبان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

پرواز کے پر حوصلہ و عزم کے بازو
ہیں تجھ پہ فدا بے سر و سامان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

دونوں پہ فدا ہے مری انفاس کی دولت
بوبکر محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں کہ عثمان محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

بستان محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گل تازہ ہیں حسنین
اور فاطمہ زہرا ہیں دل و جان محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

رتبوں کے سبھی اوج انہیں دیتے ہیں سلامی
ہیں حیدر و فاروق بھی یاران محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اسلام نے تسخیر کیا سارے جہاں کو
ہر گوشے میں پہنچے ہیں غلامان محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اس آنکھ کی تقدیر میں صحرائے زیاں ہے
جس آنکھ میں روشن نہیں ارمان محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

قرآن کا آئینہ ہیں سیرت کے شب و روز
خود ذات محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوئی برہان محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

دن رات اسی فکر میں مصروف سفر ہوں
مل جائے مجھے بھی در حسان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یاور مری تقدیر مجھے سر پہ بٹھا لے
رکھ لے مجھے قدموں میں جو دربان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

✶

کس لیے کرتا نہیں چھوٹا سا یہ کام مرا سامنے آ
اے مرے عشق مجھے گنبد خضرا سے ملا سامنے آ
کھا گئی باد خزاں گلشن شاداب مرا ظلم کیا
آ دکھا اپنی ادا شہر مدینہ کی ہوا سامنے آ

نعت مبارکہ

ہر ذرے میں پوشیدہ ہے تنویر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
محفوظ ہر اک دل میں ہے تصویر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

کر نعت نگاری کو مری زندہ جاوید
پیوست مرے سینے میں ہو تیر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

تا عمر رہوں قید تمنا ہے یہ میری
پیاری ہے مرے پاؤں کو زنجیر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آنکھیں جو ملی ہوں تو ذرا غور سے دیکھو
ہر پھول کی پتی پہ ہے تحریر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

دیکھا نہ اندھیروں نے ادھر گھوم کے اب تک
گونجا ہے جہاں نعرۂ تکبیر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ممکن ہی نہیں زندہ بچے مد مقابل
ہلکی سی بھی چبھ جائے جو شمشیر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

محدود مری فکر ہے محدود مری سوچ
محدود نہیں عزت و توقیر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

اے کاش ہو ان کی ہی گلی میرا ٹھکانہ
اے کاش کہا جاؤں میں قطمیر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

بادل جو برستے نہیں مجھ پر تو نہ برسیں
گلزار کرے گی مجھے تدبیر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

گردن کی طرف رخ جو ہوا تیغ قضا کا
سجدے کے لیے جھک گیا شبیر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

سائنس کا یہ دور بھی سر پھوڑ رہا ہے
دے کون جواب فن تعمیر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

دنیا میں کہاں سب کو یہ توقیر ملی ہے
شیما کو ملا منصب ہمشیر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

دنیا ہی بدل جاتی تھی اس شخص کی یاور
سن لیتا تھا اک بار جو تقریر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

٭

خدا کا شکر تصور نہیں ہے خام مرا
در رسول پہ اکثر رہے قیام مرا

نعت مبارکہ

ذکر نبی ہے کام مرا
عز و شرف ہے نام مرا

یاد نبی ہے میخانہ
عشق نبی ہے جام مرا

میں ہوا ان کا اس لیے ہے
قافلہ ایام مرا

طیبہ سے مکہ جب میں چلوں
خاک بنے احرام مرا

کاش کہ راہ طیبہ میں ہو
حد نظر اک گام مرا

گنبد خضرا آئے نظر
ایسا ہو اک بام مرا

اذن مدینہ ملتا نہیں
شوق ہے شاید خام مرا

میں ہوں غلام شاہ امم
کوئی لگائے دام مرا

ان کا جو یاور ہو جاؤں
ذکر ہو صبح و شام مرا

✶

نعت مبارکہ
(بیٹے رضوان عارف سلمہ کی فرمائش پر)

جس سمت نظر گھومے تجھے پائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
یوں عشق ترا دل میں سما جائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

تڑپائے مرے دل کو تمنائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
آنکھوں کو ہے ضد دیکھیں گی صحرائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جب یاد تری آتی ہے، آ جاتے ہیں آنسو
کر مجھ پہ کرم گنبد خضرائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

جیسے سر صحرا کوئی دریا نظر آ جائے
یوں آمنہ بی بی کے یہاں آئے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ہر راستہ ملتا ہے ترے نقش قدم سے
دیوانہ ترا اور کدھر جائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ہونٹوں پہ مرے آ کے گلِ تازہ کی صورت
میرے دلِ بیتاب کو بہلائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

اے غم کے اندھیرو نہ بہت آنکھ دکھاؤ
بگڑی ہوئی تقدیر کو چمکائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

کیوں چاند ستاروں کو تبسم سے نہ دیکھے
جو شخص تری خاک قدم پائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

ماں باپ کو بھی یاد بھلا دیتی ہے تیری
کیوں کر نہ تمنا تری تڑپائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

وہ فاطمہ و شبر و شبیر و علی ہیں
کہتا ہے زمانہ جنہیں ابنائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

جیسے مرے ابو کو ملی نعت کی خوشبو
نسلوں کو بھی اُن کی یونہی مہکائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

خورشید و قمر چوم لیں قدموں کو ہمارے
آ جائیں عمل میں جو سبق ہائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

پیاسوں کے پرے آتے چلے جاتے ہیں یاور
سیراب کیے جاتا ہے دریائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

✶

درِ لطف و کرم وا ہو رہا ہے
مرا دل اب مدینہ ہو رہا ہے
بظاہر تیرگی بکھری ہے لیکن
ہر اک جانب اجالا ہو رہا ہے

نعت مبارکہ

جلتے سورج کو بجھا سکتا ہے جگنو ان کا
کیا ہیں وہ رکھتا ہے ادراک کہاں تو ان کا

روشنی ان کی ہے سرمایہ خوشبو ان کا
دشت در دشت پھرے قافلہ ہو ان کا

آسماں اوڑھ کے تاروں کی قبا سوتا ہے
رم کیا کرتا ہے اس وقت بھی آہو ان کا

خون سے اپنے بنادے گا چمن صحرا کو
قافلہ آ کے جو ٹھہرا ہے لب جو ان کا

ورفعنا لک زکرک کی سند دے کے انہیں
ذکر پھیلا دیا اللہ نے ہرسو ان کا

حسن کے جتنے ہیں معیار ہیں ان کے گھر میں
ایک اک بچہ نظر آتا ہے گل رو ان کا

رات رانی کی بکھرتی ہوئی خوشبو ان کی
ان کے ہیں بیلا چمیلی گل شبو ان کا

گزری صدیوں کے شب و روز ہوں پھر سے زندہ
حکم جو وقت کو دے دے خم ابرو ان کا

حسن سیرت، کرم، اخلاق، محبت، رحمت
نظم ہو سکتا نہیں ایک بھی پہلو ان کا

وہ جو بالوں کو جھٹک دیں تو ہوں دریا سیراب
آب رحمت کا ٹھکانہ ہے سر مو ان کا

خدمت نعت وراثت میں ملی ہے یاور
لکھا کرتے تھے قصیدہ مرے ابو ان کا

✷

نعت مبارکہ

آساں نہیں ہے شہر پیمبر نہ دیکھنا
میں چاہتا ہوں ایسا مقدر نہ دیکھنا

کہتے ہیں جس کو روضۂ محبوب کبریا
بدقسمتی ہے ایسا گل تر نہ دیکھنا

فٹ پاتھ بھی مدینے کا ہے ماں سا مہرباں
ہے مشورہ پلٹ کے کبھی گھر نہ دیکھنا

طیبہ چلا تو آنکھوں نے وعدہ یہ لے لیا
طیبہ کے بعد دوسرا منظر نہ دیکھنا

دن رات دیکھنا در سرکار دوجہاں
جانا جو شہر طیبہ تو بستر نہ دیکھنا

ان کی گلی کی گھاس کے تنکے کو دیکھ کر
رکھنا خیال کوئی قد آور نہ دیکھنا

عشق شہ امم کے جلانے ہوں جب چراغ
اس وقت تم ہواؤں کے تیور نہ دیکھنا

کوئے رسول پاک اگر دے تمہیں صدا
مال و متاعِ زیست پلٹ کر نہ دیکھنا

کشتی اتار دینا اگر حکم وہ کریں
سفاکیاں دکھاتا سمندر نہ دیکھنا

ناموس مصطفی کی حفاظت کے واسطے
سر دینے کا ہو موقع تو پھر سر نہ دیکھنا

آتا ہے ان کے چاہنے والوں کو جنگ میں
تیر و تبر نہ دیکھنا خنجر نہ دیکھنا

اک بار کہنا یا شہ کونین المدد
اڑنے کے وقت بازو و شہپر نہ دیکھنا

جب منزل نگاہ ہو شہر شہ امم
دیکھو کہیں بھی راہ میں رک کر نہ دیکھنا

خوشیاں یہ جانتی ہیں غلام رسول ہے
ممکن کہاں ہے جانب یاور نہ دیکھنا

✶

نعت مبارکہ

وہ حبیب خدا وہ ہیں خیرالانام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود و سلام
وہ ہیں امی لقب وہ امام الامام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود و سلام

چاند سورج ستارے ہیں ان کے غلام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود و سلام
صبح ان کے لیے نام ان کے ہے شام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود و سلام

وقت کی راہ پر زیست کے بام پر ان کی خاطر ہوئے نصب ہر گام پر
آتی جاتی ہوئی ساعتوں کے خیام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود و سلام

موسم ان کے لیے آتے جاتے رہیں خاک ویراں کو رنگیں بناتے رہیں
ان کا پابند ہے سارا شمسی نظام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود و سلام

فتح مکہ کے موقع پہ دیکھا گیا ان کے کردار کا یہ حسیں زاویہ
دشمنوں سے وہ لیتے نہیں انتقام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود و سلام

تتلیوں کا تبسم ہے ان کے لیے آبجو کا ترنم ہے ان کے لیے
پھول کرتے ہیں پیش ان کو خوشبو کے جام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود وسلام

خود خدا اور فرشتوں کا یہ ہے عمل لب ہمارے ہوں خاموش کیوں ایک پل
آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود و سلام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود و سلام

ان کی یادوں کے در پر بچھا کر نظر آنسوؤں کے دیے رکھ کے ہر موڑ پر
اپنے ہاتھوں میں لے کر جنوں کی زمام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود وسلام

تاج پہنے ہیں قد جاءکم کا وہی نام سے ان کے تھرائے ہر تیرگی
ان کی یادوں کے در سے بصد احترام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود وسلام

بزم صبح ازل میں بھی سرکار ہیں بزم شام ابد میں بھی سرکار ہیں
ان کی عظمت کو بخشا ہے رب نے دوام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود وسلام

ان کے صدقے میں پائی ہے یہ زندگی عشق کی ان کے صدقے ملی روشنی
آؤ یاور کریں ہم بھی یہ نیک کام آؤ ہم ان پہ بھیجیں درود و سلام

✶

نعت مبارکہ

کبھی تھا میں بھی کسی سنگ رہ گزر کی طرح
مدینہ جا کے ہوا حرف معتبر کی طرح

نہ کوئی فکر نہ الجھن نہ اضطراب نہ غم
در نبی مجھے لگتا ہے اپنے گھر کی طرح

ہوا کھلونا بنائے ہوئے ہے مجھ کو حضور
پڑا ہوں راستے میں ایک ٹوٹے پر کی طرح

بیان کرتے ہیں تاریخ زندگی کے ورق
رحیم کوئی نہیں سید البشر کی طرح

ہے اس کا سیدھا تعلق رسول اکرم سے
کوئی بھی در نہیں دنیا میں میرے در کی طرح

نجانے کب مرے سرکار دیں صدا مجھ کو
میں ایستادہ سر راہ ہوں شجر کی طرح

یہاں پہ سجتی ہے ہر شام بزم نعت رسول
کوئی کھنڈر نہیں یاور مرے کھنڈر کی طرح

نعت مبارکہ

بیٹیاں بیٹے ہیں کیا چیز مرا گھر کیا ہے
نذر سرکار کو دل کر دیا تو سر کیا ہے

ہیچ ہیں سلطنتیں لعل و گہر کچھ بھی نہیں
جانتے ہو در سرکار کا پتھر کیا ہے

یہ مدینے کے در و بام سے پوچھو جا کر
شام کا حسن ہے کیا صبح کا منظر کیا ہے

کیوں چلے جاتے ہو کعبہ کی زیارت کر کے
کیوں مدینہ نہیں جاتے ہو یہ چکر کیا ہے

تیرے ہونٹوں کی نزاکت پہ فدا ہیں حوریں
ہے خجل رنگ شفق برگ گل تر کیا ہے

میرے سرکار اگر آپ بلائیں مجھ کو
چیر دوں کوہ کا دل راہ کا پتھر کیا ہے

وہ ہیں وہ جن کے لیے نظم جہاں ہو ساکت
ان کی مرضی کے سوا اور مقدر کیا ہے

وہ تو بوسیدہ پروں سے بھی اڑا سکتے ہیں
چیز کیا قوت پرواز ہے شہپر کیا ہے

رات بھر جلتے ہیں پڑھنے کے لیے ان پہ درود
جو دیے جانتے ہیں آگے مقدر کیا ہے

نام لے کر ترا ہنستے ہوئے بڑھ جائے گا
نام لیوا کو ترے عرصۂ محشر کیا ہے

آسماں چومتے ہیں خاک مدینہ یاور
میرے سرکار کی عظمت کے برابر کیا ہے

✶

نعت مبارکہ

جھکا کے اپنا سر عقیدت درود پڑھنا سلام پڑھنا
جو سامنے ہو در رسالت درود پڑھنا سلام پڑھنا

یہی طریقہ ہے ہر گھڑی کا یہی طریقہ ہے ہر صدی کا
جلا کے دل میں چراغ الفت درود پڑھنا سلام پڑھنا

مدینے والے کے سبز گنبد کو جب تڑپتی نگاہ چومے
لٹا کے ساری متاع مدحت درود پڑھنا سلام پڑھنا

یقین رکھنا کہ مصطفی بھی تمہاری آواز سن رہے ہیں
جہاں ملے محفل ولادت درود پڑھنا سلام پڑھنا

ہر ایک منزل پہ کامرانی تمہارے قدموں کو چوم لے گی
جو پیش ہو لمحہ قیامت درود پڑھنا سلام پڑھنا

تمہاری عادت تمہاری فطرت نبی پہ تنقید کرتے رہنا
ہماری عادت ہماری فطرت درود پڑھنا سلام پڑھنا

رضا خدا کی رضا نبی کی جو چاہتے ہو تو ٹھیک ورنہ
کبھی نہ ہرگز برائے شہرت درود پڑھنا سلام پڑھنا

نماز روزہ زکوۃ و حج کی ادائیگی تو ہے فرض لیکن
سمجھ کے مغز و دل عبادت درود پڑھنا سلام پڑھنا

اسی لیے تو خوشی کے آنسو برستی آنکھوں سے گر رہے ہیں
مجھے نبی سے ہوا ودیعت درود پڑھنا سلام پڑھنا

اگرچہ ہوش و خرد کی تہمت لگائی جائے تو غم نہیں ہے
کبھی نہ چھوڑے گی میری وحشت درود پڑھنا سلام پڑھنا

خیال آقا کسی بھی منزل پہ مہربانی کرے جو یاور
ٹھہر کے دو پل ہوا کی صورت درود پڑھنا سلام پڑھنا

✶

نعت مبارکہ

حرف حق مصطفی آئینہ مصطفیٰ
دل پہ تحریر ہیں جا بجا مصطفیٰ

خار کے دشت میں گل کا احساس ہیں
لو کے صحرا میں بادِ صبا مصطفیٰ

صبح کی زندگی دن کی زندہ دلی
کوئے شب میں چراغ ضیا مصطفیٰ

آپ کے لمس پا کا اثر یہ ہوا
بن گئی خاک خاک شفا مصطفیٰ

گریہ کرتا ہے دل آنکھ رہتی ہے نم
شہر طیبہ سے ہوکر جدا مصطفیٰ

راستہ دے رہے ہیں مجھے خود سراب
میں ہوں راہی مرے رہنما مصطفیٰ

زندگی دیں مجھے روشنی دیں مجھے
میں بھی اک نام ہوں نعت کا مصطفیٰ

آگ پانی ہوا خاک سب آپ کے
دسترس میں مری ہے ہی کیا مصطفیٰ

آپ سے زندگی پا گیا غار ثور
آپ ہیں شمع غار حرا مصطفیٰ

سنگ کوئے مدینہ کو کر کے قلم
لکھ جبیں پر مری اے ہوا مصطفیٰ

رکھ دیں سینے پہ اک بار اپنے قدم
بخشیں توقیر یاور کو یا مصطفیٰ

✶

نعت مبارکہ

(برزمین ناخدائے سخن حضرت نوح ناروی جانشین داغ دہلوی)

جنت میں میسر ہو تو گھر بھی ہے کوئی چیز
آقا کی مگر خاک گزر بھی ہے کوئی چیز

یہ گنبد خضرا یہ مواجہ کی بہاریں
" یہ پیش نظر ہو تو نظر بھی ہے کوئی چیز"

لگتا ہے کہ جنت کی کوئی حور کھڑی ہے
طیبہ میں کھلا مجھ پہ شجر بھی ہے کوئی چیز

جب سے شہ کونین کے منگتوں کو ہے دیکھا
" قائل ہیں ملائک کہ بشر بھی ہے کوئی چیز"

اللہ دکھادے گا مدینے میں جو تم کو
خود کہنے لگو گے کہ کھنڈر بھی ہے کوئی چیز

لگتا ہے کہ ہوتا ہے طواف در آقا
یہ گردش خورشید و قمر بھی ہے کوئی چیز

سب کچھ ہمیں سرکار کے صدقے میں ملا ہے
یعنی کہ پس برگ و ثمر بھی ہے کوئی چیز

سرکار کی مرضی سے جسے نذر کیا جائے
دل بھی ہے کوئی چیز وہ سر بھی ہے کوئی چیز

دے دیں مرے سرکار اگر داد ہنر کی
میں بھی کہوں ہاں میرا ہنر بھی ہے کوئی چیز

میں تو یہ سمجھتا ہوں وہیں ختم ہے دنیا
کیا شہر شہ دیں کے اُدھر بھی ہے کوئی چیز

ہو جس کو بھروسہ شہ کونین پہ یاور
بے زاد سفر اس کا سفر بھی ہے کوئی چیز

✶

نعت مبارکہ

(برزمین ناخدائے سخن حضرت نوح ناروی جانشین داغ دہلوی)

سرکار دوعالم کی محبت ہے بڑی چیز
مت ہاتھ سے جانے دو یہ دولت ہے بڑی چیز

اے کاش کہ دیدار مدینہ ہو مجھے بھی
" نکلے جو مرے دل سے تو حسرت ہے بڑی چیز"

ویسے تو مجھے نام وری کی نہیں حاجت
ہو نعت نگاری میں تو شہرت ہے بڑی چیز

جو کچھ ہے مرے پاس وہ سب اس پہ لٹا دوں
آقائے دوعالم کی زیارت ہے بڑی چیز

طیبہ کی گلی جس کا ہو گھر جس کا ٹھکانہ
اس بچے کا بھی دست حمایت ہے بڑی چیز

اولاد نبی کے در دولت سے جو مل جائے
اک روٹی کے ٹکڑے کی عنایت ہے بڑی چیز

ہے میری تمنا بنوں سرکار کا دربان
دے دیں وہ اجازت تو یہ خدمت ہے بڑی چیز

سرکار کی شفقت کی خبر اس کو نہیں ہے
کہتا ہے جو ماں باپ کی شفقت ہے بڑی چیز

جنت کی طرف جائینگے جب ان کے گنہگار
اس وقت کھلے گا کہ شفاعت ہے بڑی چیز

فٹ پاتھ بھی رہنے کو ملے تو ہے بڑی بات
سرکار کی گلیوں میں سکونت ہے بڑی چیز

جس کو بھی میسر ہو وہ کچھ اور نہ مانگے
یاور شہ کونین کی رحمت ہے بڑی چیز

میں تم کو دکھاؤں گا سر حشر یہ منظر
یاور مرے آقا کی شفاعت ہے بڑی چیز

نعت مبارکہ

کرم حضور کا ہے اس لیے نہیں ڈرتے
اب آندھیوں سے ہمارے دیے نہیں ڈرتے

ہواؤ سنگ نہ برساؤ اس طرف بیکار
نبی کے گھر کے ہیں یہ آئینے نہیں ڈرتے

نبی کے نقش قدم کو جو رہنما کر لیں
کسی سراب سے وہ قافلے نہیں ڈرتے

نبی کی نعت سناتی ہیں مائیں لوری میں
ہمارے بچے کسی خواب سے نہیں ڈرتے

جو آبلے ہمیں طیبہ کے راستے میں ملیں
وہ خارزار سے ملتے ہوئے نہیں ڈرتے

اگرچہ حد نظر تک ہو لشکر باطل
جو حرف حق کے ہوں پرچم تلے نہیں ڈرتے

کرم حضور کہ اب آپ کے غلاموں کے
قریب آتے ہوئے حادثے نہیں ڈرتے

حسن حسین کی چاہت ہو جن کا سرمایہ
خدا کے سامنے جاتے ہوئے نہیں ڈرتے

ہو جلتی دھوپ کا زنداں کہ دشت تنہائی
کہیں بھی چاہنے والے ترے نہیں ڈرتے

نبی کا عشق ہماری اساس ہے یاور
جو آسمان بھی سر پر گرے نہیں ڈرتے

✶

باب مناقب

ولیوں کی بارگاہ میں پاتا ہوں میں سکون
اے دل اِدھر اُدھر نہ بھٹک چل اُسی طرف

ادبستان نوابیہ عزیزیہ پبلیکیشنز

منقبت امام عالی مقام علیہ السلام

میرے حسین میرے فلک مرتبت حسین
کر دو عطا مجھے بھی گل انسیت حسین

میرا مکان تیری نظر کا حصار ہے
تیرے خیال کا ہے شجر میری چھت حسین

لکھے ترا قصیدہ سر شام جب شفق
تیرا ہی ذکر کرتی رہے ہر جہت حسین

ہونٹوں پہ تیرا ذکر سر حشر آگیا
ممکن کہاں تھا بنتی مری عاقبت حسین

سیراب تو نبی کے لعاب دہن سے ہو
حاصل نہیں کسی کو تری معرفت حسین

شامل مجھے بھی مدح نگاروں میں کرلیا
تم نے بہت بڑھادی مری حیثیت حسین

جب سے تمہارا ہوگیا لگتا ہے یوں مجھے
دوری ضرر ہے قرب مری منفعت حسین

میدان کربلا مری آنکھوں میں پھر گیا
کہنی جو چاہی میں نے تری منقبت حسین

اکثر یہ بات کہتی ہے یاور کی آرزو
شبیر ہوتا نام مرا، عرفیت حسین

✶

والعصر کاروانِ شجاعت کا میر ہے
تاریکیوں کے دشت میں ماہِ منیر ہے
جس کا علی ہے نام لقب جس کا بوتراب
ہر پیر دستگیر اُسی کا فقیر ہے

منقبت امام عالی مقام علیہ السلام

بے مثل حوصلوں کا شجر ہے مرا حسین
اور شاخ حرف حق کا ثمر ہے مرا حسین

اس رہ گزر کو دیکھ جدھر ہے مرا حسین
میرے تڑپتے دل ! ترا گھر ہے مرا حسین

شیر خدا کی تربیت خاص کے طفیل
نیزوں کے سائے میں بھی نڈر ہے مرا حسین

حر جیسے سنگ کو جو گہر کا مزاج دے
ایسا عظیم دست ہنر ہے مرا حسین

آگے اگر بڑھی تو یقینی ہے خاتمہ
شمشیر ظلم ! سینہ سپر ہے مرا حسین

کمزور ساعتوں کے لبوں پر جو رک گئی
صدیوں کی اس دعا کا اثر ہے مرا حسین

ذبح عظیم کے لیے روشن کیا گیا
باغ خلیل کا گل تر ہے مرا حسین

جان علی ہے اور جگر گوشۂ بتول
نور نگاہ خیر بشر ہے مرا حسین

جو کربلا سے دشت کو گلزار کر گئی
رکھتا وہ بے مثال نظر ہے مرا حسین

طاق وفا پہ جلتے چراغوں کی روشنی
اور آبروئے شام و سحر ہے مرا حسین

لیتی ہیں جس کا بوسہ شب و روز خوشبوئیں
پھولوں بھری وہ شاخ اثر ہے مرا حسین

اے رہروانِ راہِ حمیت بڑھے چلو
تنویر ماہ راہ گزر ہے مرا حسین

یہ انفراد اور کسی کو کہاں نصیب
دیتا خدا کی راہ میں سر ہے مرا حسین

جس پر قدم قدم ہیں شہادت کے سنگ میل
اس راستے پہ محو سفر ہے مرا حسین

یاور اسے تلاش نہ کرنا ادھر ادھر
اسلام اس طرف ہے جدھر ہے مرا حسین

٭

چراغِ عزم کی لو میں مقیم تارا ہوں
حسین تم ہو مرے اور میں تمہارا ہوں
ہوں تخت وتاج، کہ ہوں ظلم و جبر کے طوفان
تمہارے ہوتے ہوئے کب کسی سے ہارا ہوں

منقبت امام عالی مقام علیہ السلام

تجھ کو چوما ہے مرے آقا نے جب سے یا حسین
تیری جانب دیکھتے ہیں سارے رتبے یا حسین

غیر ممکن ہے کہیں بھی مل سکے اس کا جواب
روشنی دیں چاند کو تیرے ستارے یا حسین

پائیں شہکاروں سے اپنی شاہکاری کی سند
تیرے قدموں پر فدا ہوتے نظارے یا حسین

حرف حق کے واسطے سینہ سپر ہوتے ہیں ہم
حوصلہ پاتے ہیں تجھ سے اپنے جذبے یا حسین

زندگی کے سوکھے لب سیراب جو کرتے رہیں
پھوٹتے ہیں تیرے قدموں سے وہ چشمے یا حسین

پھول ہے تو سید کونین کے گلزار کا
تیری خوشبو سے مہکتے ہیں زمانے یا حسین

آنچ سے جن کی حکومت شام کی جل جائے گی
ہیں رواں تیرے لہو میں وہ شرارے یا حسین

آتی جاتی ساعتوں کے لب پہ ہے شام و سحر
ہم ہیں پرجا تاجور ہو تم ہمارے یا حسین

حرف حق کے واسطے دے کر گئے اپنا لہو
اکبر و اصغر تری آنکھوں کے تارے یا حسین

تجھ کو مالک کر دیا تو چاہے جیسے خرچ کر
زندگی کی ساری سانسیں نام تیرے یا حسین

تیرگی کے گنبد بے در میں یاور قید ہے
اے علی مرتضیٰ کے ماہ پارے یا حسین

✶

منقبت امام عالی مقام علیہ السلام

جواب آل نبی کوئی دوسرا ہوا ہے
تمہیں بتاؤ کہیں ان سا رہنما ہوا ہے

مرے حسین ترے خاندان والوں میں
جسے بھی یاد کیا ہے مرا بھلا ہوا ہے

ترے خیال دریچے سے دیکھنے پہ حسین
ہر ایک منظر بے رنگ آئینہ ہوا ہے

مثال حر کی ہے شبیر سامنے میرے
جو سنگ مس ہوا تم سے وہ آئینہ ہوا ہے

مرے حسین کے ایثار! تیری ٹھوکر سے
ہر ایک ظلم کا کہسار خاک پا ہوا ہے

کوئی مثال کہاں دوسری زمانے میں
کہ حق تو بھائی کا عباس سے ادا ہوا ہے

قدم حسین کے موج بہار بن کے پڑے
تو رشک باغ جناں دشت کربلا ہوا ہے

شکست لشکر غم کی ہوئی یقینی اب
کہ اب تبسم اصغر سے رابطہ ہوا ہے

وہ شخص تو ہے بظاہر یزیدیت کے خلاف
نجانے کس لیے چہرہ اڑا اڑا ہوا ہے

مرے چمن کا ہر اک پھول ہے حسین کے نام
ہر اک شجر کے تنے پر علی کھدا ہوا ہے

بتاؤ دیکھ کے تاریخ زندگی کا ورق
حسین جیسا کوئی اور سورما ہوا ہے

مکان دل مرا یاور ہے پنجتن کے لیے
حسین میری ہر اک سانس پر لکھا ہوا ہے

✶

منقبت امام عالی مقام علیہ السلام

جو کربلا نے صدا لگائی تو سر کٹانے حسین آئے
جو بات قربانیوں کی آئی تو سر کٹانے حسین آئے

حسین ہی میں یہ حوصلہ تھا حسین ہی میں یہ ولولہ تھا
جو حرف حق کی سنی دہائی تو سر کٹانے حسین آئے

کہاں یہ ممکن تھا ظلم کے آگے سر جھکاتے حسین اعظم
یزیدیت کی بڑھی برائی تو سر کٹانے حسین آئے

خدائے کون ومکاں کی مرضی ہے اہل بیت نبی کی مرضی
رضا جو اپنے خدا کی پائی تو سر کٹانے حسین آئے

تمام دن حق نے جس کو مانگا حسین نے بھیجا سر کٹانے
جو کٹ گئے بیٹے بھانجے بھائی تو سر کٹانے حسین آئے

مدد کو آواز دی کسی کو نہ جسم دیکھا نہ جان دیکھی
یزیدی فوجوں نے کی چڑھائی تو سر کٹانے حسین آئے

لہو سے کر کے وضو جھکے سجدۂ عبادت کو رب کے آگے
اذان جمعہ جو دی سنائی تو سر کٹانے حسین آئے

منقبت امام عالی مقام علیہ السلام

جان زہرا جان پیغمبر حسین
سر بسر ہیں بازوئے حیدر حسین

عزم کی ٹوٹی ہوئی سانسوں کی آس
حرف حق کے واسطے شہپر حسین

حرملہ یہ دیکھ کر گھبرا گیا
کاٹتے ہیں پھول سے پتھر حسین

تیری اک ترچھی نظر کے سامنے
ٹک نہ پائے ظلم کے تیور حسین

بیعت صبر و رضا نے رکھ دیئے
تیرے دامن میں اکہتر سر حسین

دی نئی رسم وفا کو زندگی
بازوئے عباس نے کٹ کر حسین

تیرا گھر ہے دوڑتا پھرتا لہو
تیرے نانا ہیں رگ محشر حسین

وارث گلزار فردوس بریں
بے وطن بے آسرا بے گھر حسین

بن گئے شکر خدا سر تا قدم
امتحانوں کے تسلسل پر حسین

میرے گھر میں رات جب رکھے قدم
میں جلاتا ہوں دیئے کہہ کر حسین

رات کا دم گھٹ گیا اک آن میں
ہو گئے روشن دیئے سن کر حسین

داستان عزم میں لکھتا رہوں
مہرباں مجھ پر رہیں یاور حسین

"رات آئی ہے شبیر پہ یلغار بلا ہے"

جس نے تجھے دیکھا اسے محسوس ہوا ہے
شبیر ترے پاؤں تلے عرش علی ہے

قدموں کو بھی چھونے کی تمنا رہی دل میں
دریائے فرات آج بھی اشکوں سے بھرا ہے

شبیر ترے حوصلہ و عزم کا مرکز
ہر قافلہ تشنہ لباں ڈھونڈ رہا ہے

اے اصغر معصوم گل گلشن زہرا
ہر شخص کے ہونٹوں پہ ترا نام لکھا ہے

الفاظ ہیں کمزور زباں لرزہ بر اندام
شبیر ترا واقعہ بے حرف و نوا ہے

لاشوں کی طرح جس کو اٹھاتے رہے شبیر
ثانی نہیں اس غم کا وہ غم سب سے جدا ہے

جو بھائی کی ناموس پہ جان اپنی لٹا دے
فرہنگ وفا نے اسے عباس کہا ہے

وہ ظلم جو اصغر کے گلے میں ہوا پیوست
سن کر اسے پتھر کا جگر کانپ گیا ہے

شکرانے کے سجدے میں جھکا ہے سر شبیر
نانا سے ملاقات کا دن در پہ کھڑا ہے

عاشورہ کا جو منظر جاں سوز ہے یاور
دیکھا نہیں لیکن مری آنکھوں میں بسا ہے

✶

پہنچا کے حرف حق کے دیے کو رسد حسین
کی تو نے روشنی کی مثالی مدد حسین
ہر لمحہ تیرے نام کا ڈنکا بجائے گا
زندہ رہے گا نام ترا تا ابد حسین

"جو سر بلند ہے اب بھی وہ سر حسین کا ہے"

اگر چہ ظلم کے نرغے میں گھر حسین کا ہے
ہنوز قاری قرآن سر حسین کا ہے

شب سیاہ کی تاریکیاں ہوئیں زائل
ہے ماہتاب منور کہ سر حسین کا ہے

یزیدیوں کے ہیں سر خاک کربلا کی خوراک
"جو سر بلند ہے اب بھی وہ سر حسین کا ہے"

یزیدیت کی گھٹاٹوپ تیرگی والو !
حسینیت کا ہر اک راہبر حسین کا ہے

تھا بوسہ گاہ نبی کربلا میں رہ نہ سکا
بقیع پاک میں موجود سر حسین کا ہے

مرے دیار میں کرنوں کا اژدہام ہے یوں
کہ تذکرہ یہاں شام و سحر حسین کا ہے

نفس کا قافلہ بے آہ آنکھ بے گریہ
اگرچہ دامن جاں تر بہ تر حسین کا ہے

ملے سکون طبیعت بحال ہو جائے
خیال میرے لیے چارہ گر حسین کا ہے

مرے رسول کے ہونٹوں کے ہیں نشاں اس پر
ادب کی جا ہے، یہ اے شمر سر حسین کا ہے

اسی لیے تو ملی قدر و منزلت اتنی
کہ میری شاخ سخن پر ثمر حسین کا ہے

ہوا ہے حکم لکھی جائے عزم کی تاریخ
کہ کربلا کی طرف اب سفر حسین کا ہے

ہمیشہ آمد و شد ہے حسین کی یاور
مرا مکان تصور بھی گھر حسین کا ہے

منقبت امام عالی مقام علیہ السلام

جس کے لیے شہادت عظمی کا جام ہے
سرکار کا نواسا ہے شبیر نام ہے

نقش قدم حسین کے ہیں رہنما تو پھر
ناکامیوں کا نام بھی لینا حرام ہے

زندہ ابھی ہے اسم گرامی حسین کا
شمشیر حرف حق کی ابھی بے نیام ہے

لکھی گئی ہے فتح بہتر کے خون سے
مصروف رقص دائرۂ صبح و شام ہے

ہیں نصب جس مقام پہ خیمے حسین کے
ہر ذرہ اس زمین کا ماہ تمام ہے

پیاسوں کو دے سکا نہ کسی حال میں شکست
بد قسمتی فرات کا اک اور نام ہے

اے آسماں بدوش حسینی قد آوری
قدموں میں تیرے میرا سر احترام ہے

اعلان کر رہا ہے یہ شبیر کا مزاج
جب کربلا بلائے تو رکنا حرام ہے

زینب ہے جس کی پیاری بہن بھائی ہے حسن
گنجینہ صفات ہے عالی مقام ہے

ہر حال میں یزید جہنم میں جائے گا
اس کے خلاف سوچا تو ایمان خام ہے

کوئی یزیدیت کا نہیں ملتا خیرخواہ
شبیریت کی دھوم مچی گام گام ہے

دنیا یہ کربلا ہے سیاست یزید وقت
یاور شہادتوں کا یہاں اہتمام ہے

تضمین بر منقبت مولیٰ علی
کرم اللہ وجہہ الکریم

تدبیر کے امیر ہیں مولائے کائنات
قرآن کے دبیر ہیں مولائے کائنات
آسودۂ غدیر ہیں مولائے کائنات
سرکار کے وزیر ہیں مولائے کائنات
چوتھے بڑے مشیر ہیں مولائے کائنات

ایک ایک لفظ جس کا تدبر کا آئینہ
ہے رشکِ ماہتابِ مبیں جس کی ہر ادا
بن جائے جو چراغ ، مسافر کی راہ کا
سینے میں تیرگی کے ترازو جو ہو سدا
وہ روشنی کا تیر ہیں مولائے کائنات

جس کے بغیر کچھ بھی سمجھنا محال ہے
ہو سامنے تو آنکھ ملانا محال ہے
علم و ہنر کو جس کے پہنچنا محال ہے
ہاتھوں سے وقت کے بھی جو مٹنا محال ہے
پتھر کی وہ لکیر ہیں مولائے کائنات

ہر دید بے نظیر کو ہے اس کا اعتراف
ہر غوث و دستگیر کو ہے اس کا اعتراف
ہر علم کے امیر کو ہے اس کا اعتراف
ہر سلسلے کے پیر کو ہے اس کا اعتراف
سب سے عظیم پیر ہیں مولائے کائنات

کر کے یہ فیصلہ ہوا مسرور و شادماں
دیکھے گا اونچ نیچ نہ کچھ میرا کارواں
یہ فیصلہ مرا ہے سن اے میرے مہرباں
رکھے سنبھال کر وہ قدم جو ہو بے اماں
میرے تو دستگیر ہیں مولائے کائنات

کہتے ہیں، کج کلاہ بھی دیکھے نہیں گئے
خوش بخت و خوش نگاہ بھی دیکھے نہیں گئے
افلاک عز و جاہ بھی دیکھے نہیں گئے
ویسے تو بادشاہ بھی دیکھے نہیں گئے
جیسے ترے فقیر ہیں مولائے کائنات

جبریل بھی جھکائے ہیں سر جن کے روبرو
وہ جن کا معترف ہوا خود ان کا ہی عدو
جن کے لہو نے حق کی بچائی ہے آبرو
جن کی رگوں میں دوڑ رہا ہے ترا لہو
وہ پھول بے نظیر ہیں مولائے کائنات

سایہ فگن ہے اس پہ مسلسل کرم ترا
اس پر نگاہ رکھتے ہیں محبوب کبریا
بچھتا ہے اس کے واسطے پھولوں کا راستہ
شامل مجھے بھی کر دے اسی میں مرے خدا
جس قافلے کے میر ہیں مولائے کائنات

جس کی ہر ایک سانس کی راحت ہے فاطمہ
جس کے حسن حسین ہیں دو نور باخدا
جو پیرہن ہے پہنے ولایت کے نور کا
یاور جسے زوال کبھی چھو نہ پائے گا
ایسے مہ منیر ہیں مولائے کائنات

✶

حسین وہ ہیں جنہیں زندگی کا نور کہیں
یزید وہ ہے جسے پیکر فجور کہیں
یزید وہ ہے جسے کوئی اپنا کہہ نہ سکے
حسین وہ ہیں جنہیں اپنا دل حضور کہیں

✶

منقبت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

یہ دعا ہے مری تو سن لے خدائے خواجہ
رحمتیں بھیج تواتر سے برائے خواجہ

تیرے دیوانوں کو بس ایک ہی رٹ رہتی ہے
در تمہارا ہمیں اللہ دکھائے خواجہ

ہم کو تاریخ بتاتی ہے وطن کی اپنے
تیرگی ہوگئی کافور جب آئے خواجہ

شہر اجمیر کے ہیں سارے در و بام گواہ
آج بھی گونجتی رہتی ہے صدائے خواجہ

یاد تیری مری تنہائی کو محفل کر دے
نام تیرا مجھے طوفاں سے بچائے خواجہ

تیرے کشکول میں آ جائے سمٹ کر ساگر
اور عصا قصر طلسمات گرائے خواجہ

کانپنے لگتے ہیں دربارِ ستم کے در و بام
نعرۂ ہو جو لگاتا ہے گدائے خواجہ

میں نے محسوس کیا ہے یہی اکثر یاور
میرا ہر بگڑا ہوا کام بنائے خواجہ

✶

جو ہے محبوب خدا کا ہے وہ حامی اس کا
کیا بگاڑے گا بھلا لشکر شامی اس کا
رخ پہ آندھی کے جلائے جو شہادت کے چراغ
ہے حسین ابن علی اسم گرامی اس کا

منقبت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

ہے مرا شہر اماں زیر لوائے خواجہ
یعنی جو کچھ ہے مرا ، ہے وہ عطائے خواجہ

روک سکتا ہے اسے کون شہنشاہی سے
جس کی تقدیر میں ہو ظل ہمائے خواجہ

سر پہ حسنین کریمین کی چاہت کا ہے تاج
عشق سرکار دوعالم ہے قبائے خواجہ

للہ الحمد کہ ہوں ملک میں خواجہ کے مقیم
للہ الحمد ملی آب و ہوائے خواجہ

غیر ممکن ہے کہ وہ اور کسی کا ہو جائے
جس کے سینے پہ لگے تیر ادائے خواجہ

دل کی بستی میں اندھیروں کا گزر، ناممکن
جس طرف جائیے ملتی ہے ضیائے خواجہ

سیرت شاہ امم خواجہ کی ہے راہ نما
مہربانی کیے جانا ہے ادائے خواجہ

قافلے ساعت و آنات کے آتے جاتے
چوم لیتے ہیں نقوش کف پائے خواجہ

مدحت شاہ امم جان سے بڑھ کر ہے اُسے
وہی یاور جسے کہتے ہیں فدائے خواجہ

✶

منقبت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

میرے سرکار نے بھیجا یہاں ، آئے خواجہ
ہند کی عظمت و شہرت ہے عطائے خواجہ

منقبت خواجہ کی میں بزم قصیدہ میں پڑھوں
دفعتاً شور اٹھے ، دیکھو ، وہ آئے خواجہ

مدتیں ہو گئیں دیکھے ہوئے روضہ تیرا
تیرا دربان مجھے بھول نہ جائے خواجہ

اس لیے ذکر ترا کرتے ہیں سب تیرے غریب
سنگ کو نام ترا سونا بنائے خواجہ

ظلم کی ساری حدیں پار کیے جاتا ہے
حاکم وقت بہت سر ہے اٹھائے خواجہ

تکتی رہتی ہیں مری آنکھیں ترے رستے کو
دل شب و روز تری یاد دلائے خواجہ

غم کا سورج نہ کسی کو بھی ہراساں کر پائے
اس قدر پھیلیں زمیں پر ترے سائے خواجہ

غیر ممکن ہے وہ گھر لوٹ کے جانا چاہے
جس کو مل جائے تری لطف سرائے خواجہ

وقت ہو کیسا بھی حالات ہوں کیسے بھی مگر
بھول کر دل مرا تجھ کو نہ بھلائے خواجہ

تیرے لنگر سے بھرا کرتے ہیں سب کے دامن
کوئی خالی نہ کبھی لوٹ کے آئے خواجہ

حشر میں ہوگی مصیبت کی گھڑی جب یاور
کام آئے گی وہاں پر بھی ثنائے خواجہ

✶

منقبت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

رشتہ ہے نفع سے نہ تعلق زیاں سے ہے
میرا لگاؤ خواجۂ ہندوستاں سے ہے

امن و اماں کا موسم خوش رنگ و خوش نگاہ
"ہندوستاں میں خواجۂ ہندوستاں سے ہے"

یہ دل مرا ہے خواجۂ اجمیر کا مکاں
اجمیر دور چند قدم اِس مکاں سے ہے

میرا معین بیٹا ہے میرے حبیب کا
دن رات اس صدا کا نزول آسماں سے ہے

جس کے ہیں میر میرے حسین و حسن علی
میرا ولی ہند اسی کارواں سے ہے

خواجہ پیا پہ جان لٹاتے نہیں مگر
کہتے ہیں لوگ عشق ہمیں مہ رخاں سے ہے

ناکامیوں کا دور اسے چھو بھی نہ پائے گا
نسبت جسے بھی خواجہ ترے آستاں سے ہے

خواجہ تری گلی کا برے سے برا بھی ہو
تعریف ہی نکلتی ہماری زباں سے ہے

ہیں تاجدار ہند مرے خواجۂ بزرگ
حاصل یہ تاج ان کو شہ مرسلاں سے ہے

گلزار کربلا کو کیا جس کے پھول نے
میرا معین دیں بھی اسی گلستاں سے ہے

جب سے تمہارے ہو گئے ہم خواجۂ بزرگ
مضبوط رشتہ عالم کروبیاں سے ہے

ہم جب بھی دیکھتے ہیں یہ محسوس ہو ہمیں
اجمیر جیسے عالم کروبیاں سے ہے

میرے معین پیٹھ پہ رکھا ہے تیرا ہاتھ
بے خوف تیرا منگتا ہر اک امتحاں سے ہے

نزدیک و دور ایک ہیں خواجہ کے واسطے
جو ہے جہاں پہ رابطہ اس کا وہاں سے ہے

محفوظ اپنے سینے میں رکھتا نہیں یونہی
ہر آئینے کو عشق ترے آستاں سے ہے

کشتی مری ہے اس لیے محفوظ یا معین
حاصل اسے سہارا ترے بادباں سے ہے

کوئی تمہارا پیر ہو کوئی ہو سلسلہ
عزت یہاں تمہاری شہ خواجگاں سے ہے

یاور یہ عشق خواجۂ اجمیر کا ہے فیض
چسپیدگی جو سب کی مری داستاں سے ہے

✶

منقبت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

جانِ علی زہرا کے پیارے خواجہ معین الدین حسن
تم ہو غریبوں کے رکھوالے خواجہ معین الدین حسن

تیرے گھر سے مانگ کے روٹی بچے ہمارے پلتے ہیں
تیری گلی ہے نام ہمارے خواجہ معین الدین حسن

گلشن گلشن پنچھی بھونرے خوش ہو کر یہ گاتے ہیں
تیرے سب منظر ہیں سہانے خواجہ معین الدین حسن

حاضر ناظر جان کے رب کو کر دیے میں نے تیرے نام
اپنے دل کے سارے شمارے خواجہ معین الدین حسن

تجھ کو حکومت بخشی یہاں کی میرے مدینے والے نے
ہند میں چلتے تیرے اشارے خواجہ معین الدین حسن

تیرے در پر آکر پہلے تجھ کو سلامی پیش کریں
لمحہ ، ساعت ، پہر ، زمانے خواجہ معین الدین حسن

سورج جیسے جلتے لبوں کو ٹھنڈک بخشے تیرا کرم
تیرے دریا تیرے کنارے خواجہ معین الدین حسن

جن کی کم سمجھی یہ سمجھے تجھ میں نہیں ہے کوئی کمال
تو ہی ان کا نشہ اتارے خواجہ معین الدین حسن

تجھ کو دیں آواز مسلسل تجھ کو بلایا کرتے ہیں
میرے گھر کے سارے دریچے خواجہ معین الدین حسن

ہندو مسلم سکھ عیسائی سارے غریب اور سارے امیر
بھارت میں ہیں تیرے سہارے خواجہ معین الدین حسن

ذلت و رسوائی نے میرے گھر پر ڈیرے ڈال دیے
عزت والے عظمت والے خواجہ معین الدین حسن

توڑے پتھر کاٹیں چٹانیں کھیت مرے سیراب کیے
ہار چکے تھے سارے تیشے خواجہ معین الدین حسن

مال و دولت لعل و جواہر میری تمنا ہے ہی نہیں
مانگ رہا ہوں تم کو تم سے خواجہ معین الدین حسن

تیرے نظام الدین و کاکی تیرے خسرو تیرے فرید
سرور عالم کے اے پیارے خواجہ معین الدین حسن

یاور کے ہیں شام و سحر اور رنج و الم کی وادی ہے
تیرے بنا دن کیسے گزارے خواجہ معین الدین حسن

✷

منقبت شریف

(امیر السالکین سید الاولیاء حضور سید نواب علی شاہ علیہ الرحمۃ)

جاتی ہے زندگی شہ نواب لو خبر
ہے سانس آخری شہ نواب لو خبر

اپنے پرائے کا نہ رہا امتیاز کچھ
ہے سخت یہ گھڑی شہ نواب لو خبر

دشمن ہے سر پہ خنجر براں لیے ہوئے
طاری ہے بے حسی شہ نواب لو خبر

مدت ہوئی کہ بھول چکے مہر و ماہتاب
کیا شے ہے روشنی شہ نواب لو خبر

میراث تھی جنوں کی جو ہم کھو چکے اسے
دشمن ہے آگہی شہ نواب لو خبر

سیراب ہونے والی ہے شہ رگ کے خون سے
شمشیر تشنگی شہ نواب لو خبر

یاور کے بام و در کو بھری دوپہر میں بھی
گھیرے ہے تیرگی شہ نواب لو خبر

منقبت شریف

(امیر السالکین سید الاولیاء حضور سید نواب علی شاہ علیہ الرحمۃ)

منظر شہ نواب یہ دیکھا ترے در سے
طیبہ کے لیے نکلا ہے رستہ ترے در سے

یہ خاص کرم تیرا ہے مجھ پر مرے داتا
کر لیتا ہوں دیدار مدینہ ترے در سے

گھر والے مرے راستہ تکتے رہیں میرا
ممکن ہی نہیں لوٹ کے جانا ترے در سے

اس در پہ نشاں پنج تن پاک کے پائے
در کوئی بھی دیکھا نہیں اچھا ترے در سے

کہتے ہیں جسے شبر و شبیر کی چاہت
وہ گوہر نایاب بھی پایا ترے در سے

بوچھار سے تیروں کی بھی ہٹنے کا نہیں ہے
لپٹا ہے مرے دل کا پرندا ترے در سے

ماں شبر و شبیر کی ہیں جان علی ہیں
ملتا ہے در فاطمہ زہرا ترے در سے

میرے شہ نواب مری آنکھ بضد ہے
آتا ہے نظر گنبد خضرا ترے در سے

کیوں پکڑے کوئی دور کا رستہ شہ نواب
نزدیک ہے گلزار نبی کا ترے در سے

آئے ترے در پر ہی مجھے آخری ہچکی
اے کاش کہ اٹھے مرا لاشہ ترے در سے

جس خاک کو سرکار کی گلیوں سے ہے نسبت
ملتا ہے وہی خاک دوشالا ترے در سے

جب سوکھے ہوئے ملتے ہیں دریاؤں کے لب بھی
سیراب ہوا کرتی ہے دنیا ترے در سے

ہر حال میں بدبخت کہا جائے گا اس کو
جس شخص نے ٹکڑا نہیں پایا ترے در سے

یاور نہ اتارے گا کسی حال میں اس کو
احرام محبت کا جو پایا ترے در سے

✶

منقبت شریف

(امیر السالکین سید الاولیاء حضور سید نواب علی شاہ علیہ الرحمۃ)

شاہ نواب ہے تو باغ ولایت کا چراغ
تو نے روشن کیے سرکار کی الفت کے چراغ

نعت سننے سے ترے رخ پہ چمک آتی تھی
ہے یہی چیز جو دل کو ترے گرماتی تھی

آنکھ کھلتی تھی تری ذکر نبی کرتے ہوئے
شام ہوتی تھی تری یاد علی کرتے ہوئے

بولعلائی مئے عظمت کا ملا ہے تجھے جام
حسنی اور حسینی ہے سند تیرے نام

تجھ کو حاصل ہے غلامی شہنشاہ نجف
تونے پایا ہے حسن شاہ سے بیعت کا شرف

ذات سے تیری چلا سلسلہ نوابی
تجھ سے ہم سب کو ملا سلسلہ نوابی

راستے سارے نکلتے ہیں نکالے سے ترے
کام سارے مرے بنتے ہیں حوالے سے ترے

نام سے تیرے ہمیں تاج شرف ملتا ہے
اور داماں شہنشاہ نجف ملتا ہے

بے نشانی کا نشاں سب غم و آلام بنیں
تیری مرضی سے سبھی بگڑے ہوئے کام بنیں

دھوپ نفرت کی ہے الفت کا دوشالا دے دے
شاہ نواب مجھے اپنا حوالا دے دے

✶

منقبت شریف

(امیر السالکین سید الاولیاء حضور سید نواب علی شاہ علیہ الرحمۃ)

دور کر سکتا ہے جو غم کا اندھیرا تم ہو
میرے نواب میاں میرا اجالا تم ہو

حل مسائل مرے ہوتے ہیں تمہارے در سے
آرزو میری ہو تم میری تمنا تم ہو

کام بنتے ہیں مریدوں کے تمہارے صدقے
سب مریدوں کا مصیبت میں سہارا تم ہو

پیاس کے مارے جو سیراب ہوئے تو یہ کھلا
ایک الطاف و عنایات کا دریا تم ہو

میں نے مانگی ہے دعا اور یقیں ہے مجھ کو
کامیابی ہے ضروری کہ وسیلہ تم ہو

عشق کی منزل اعلی ہے تمہارا مسکن
یاد کرتا ہے جسے شہر مدینہ تم ہو

میرے سب طول مرے عرض ہیں روشن تم سے
سچ یہ ہے میرے مقدر کا ستارا تم ہو

جسم تو وہ ہے فنا جس کا مقدر ٹھہری
شاہ نواب مری روح کے آقا تم ہو

تم ہو وہ پھول جو مہتاب کو شرماتا ہے
جس سے روشن ہے مرے دل کا دریچہ تم ہو

مشک بھی چھو کے تمہیں اپنا بدن مہکائے
جسم خوشبو سے بنا جس کا وہ داتا تم ہو

حشر میں آ تو گئے ہم ، ہیں مگر خالی ہاتھ
آسرا یا شہ نواب ہمارا تم ہو

بیٹھنا اٹھنا تمہارا ہے نبی کی مرضی
عشق آقا کا سبق جس نے پڑھایا تم ہو

تم کو سوچا تو یہ احساس ہوا ہے مجھ کو
میرے حسنین کریمین کا سایہ تم ہو

رات دن پھرتے ہیں عشاق تمہارے اطراف
قبلہ عشق ہو تم شوق کا کعبہ تم ہو

تم ہو جس پر ہے فدا میرے جنوں کا عالم
جس پہ سو جاں سے فدا ہوش ہے میرا تم ہو

تم وہ ہو جس نے ہے خوشیوں کی لٹائی سوغات
جس نے باغوں میں بدل ڈالے ہیں صحرا تم ہو

اس لیے راستہ تکتا ہے تمہارا یاور
رات کے بعد جو آتا ہے سویرا تم ہو

✶

منقبت شریف
(حضرت ملا نظام الدین علیہ الرحمہ، نارا شریف ضلع کوشامبی)

چل پڑا جو راستہ ملا نظام الدین کا
مل گیا اس کو پتہ ملا نظام الدین کا

ہم نہ کیوں ملا نظام الدین کا چرچا کریں
جب ہے محبوب خدا ملا نظام الدین کا

خانقاہ کاظمی ہے قصبۂ نارا کی شان
کاظمی ہے سلسلہ ملا نظام الدین کا

شبر و شبیر ہیں ملا نظام الدین کے
ہے در مشکل کشا ملا نظام الدین کا

خانہ کعبہ کی رونق پر نہیں ہے منحصر
ہے دیار مصطفی ملا نظام الدین کا

اس پہ ظاہر ہو گیا حسن و جمال حرف حق
جس نے دیکھا آئینہ ملا نظام الدین کا

چاند بابو کی نظر ملا نظام الدین کی
دل عماد الدین کا ملا نظام الدین کا

پہلے سوچو حضرت میرن میاں کی عظمتیں
مرتبہ پھر سوچنا ملا نظام الدین کا

بے اجازت پاؤں ہے دہلیز میں رکھنا غلط
گھر یہ ہے باد صبا ملا نظام الدین کا

روشنی سے اہل دنیا ہو رہے ہیں فیضیاب
نور ہے صدام سا ملا نظام الدین کا

آمد وشد خوشبوؤں کی میرے گھر میں بھی ہوئی
جب دریچہ کھل گیا ملا نظام الدین کا

مہرباں تجھ پر ہے یاور خاندان کاظمی
ہے تعلق کیا ترا ملا نظام الدین کا

خانقاہ کاظمی کے عرس کے موقع پر کہے گئے
قطعات

حضرت امن میاں نارا کی ایسی شان ہیں
عظمتوں پر جن کی سب اہل نظر قربان ہیں
کاظمی سادات بھی ہیں فاطمہ زہرا کے پھول
کاظمی سادات بھی شاہ امم کی جان ہیں

✶

جس کی اک ایک بات ہے نارے کی آبرو
امن میاں کی ذات ہے نارے کی آبرو
امن میاں کا نور نظر چاند کاظمی
وہ ماہ صد صفات ہے نارے کی آبرو

منقبت پاک ”نارے کی سرزمیں“

رکھتی نبی کی آل ہے نارے کی سرزمیں
خوش بخت وخوش مآل ہے نارے کی سرزمیں

حضرت نظام دین ہیں اس سرزمیں کے پھول
بے مثل و بے مثال ہے نارے کی سرزمیں

صدام و چاند کاظمی پیش نگاہ ہیں
روشن پس خیال ہے نارے کی سرزمیں

اولاد مصطفٰے کے ہیں گھر اس زمین پر
یوں مظہر کمال ہے نارے کی سرزمیں

سادات سے جو رکھتا نہیں رشتہ عشق کا
ملنی اسے محال ہے نارے کی سرزمیں

محفل یہاں پہ سجتی ہے ذکر حسین کی
رحمت سے مالامال ہے نارے کی سرزمیں

یاور حسام دین سے واقف نہیں ہیں جو
کہتے ہیں پائمال ہے نارے کی سرزمیں

✶

منقبت شریف

(شاہ سید فرخ میاں قادری علیہ الرحمہ)

شاہ فرخ مرے دربار ہے عالی تیرا
تو ہے بوبکر کا ، ہے رنگ جمالی تیرا

آج ہم بھی ترے دربار میں آئے ہوئے ہیں
لوگ کہتے ہیں کہ ہے فیض مثالی تیرا

اے مرے شبر و شبیر کے بیٹے فرخ
سبز و شاداب تجھے رکھتا ہے مالی تیرا

بخش دی رب نے تجھے شہر ولایت کی فضا
نقش بندی ہے تو گل حسن غزالی تیرا

ساری دنیا کے خزانے ہیں ترے قدموں میں
نہیں ممکن رہے مایوس سوالی تیرا

مانگنے والے یہاں آ کے پریشاں مت ہو
کیسے ممکن ہے رہے ہاتھ یہ خالی تیرا

قاضی شہر کانپور قاری عبدالسمیع علیہ الرحمہ
کی یاد میں

قاضی کانپور نگر حضرت سمیع
تھے باغ حرف حق کے شجر حضرت سمیع

تھا حرف حق مزاج میں داخل کچھ اس طرح
انسان کے بدن میں رواں خون جس طرح

حاصل تھا اعتماد انہیں خاص و عام کا
کرتی تھی احترام بہت انتظامیہ

تاثیر گفتگو میں تھی تقریر میں اثر
جو دل میں بات ہوتی تھی کہتے تھے بے خطر

نورانیت تھی چہرے پہ اور رعب وداب تھا
پیکر تمام ایک وجاہت کا باب تھا

دریائے علم وفن تھا رواں ان کے ذہن میں
ہر راز زندگی تھا عیاں ان کے ذہن میں

ہو درد وہ کسی کا سمجھتے تھے اپنا درد
کل شہر کانپور میں تنہا تھے ایسے فرد

عالی نسب تھے خون میں تھیں عظمتیں رواں
ہر بے اماں کے واسطے تھے گوشہ اماں

ثاقب ادیب قاضی اہل فن و ہنر
قاری سمیع کی ہیں دعاؤں سے بہرہ ور

قاری سمیع کے ہیں نواسے، ہیں باشعور
بے داغ حوصلوں سے سنبھالے ہیں کانپور

قرآن اور حدیث کے عامل تھے الغرض
قاری سمیع مومن کامل تھے الغرض

رحمت کے سائبان میں رکھے خدا انہیں
روز جزا عطا ہو بڑا مرتبہ انہیں

فردوس کی ہواؤں کی آمد ہو صبح و شام
برسائے پھول قبر پہ شاخ کرم مدام

✶

بارہ ربیع الاول

رحمتوں کا ہے شجر بارہ ربیع الاول
پھول آقا ہیں ثمر بارہ ربیع الاول

جس کو کہتے ہیں شہ دیں کی ولادت کی گھڑی
ہے وہ بے مثل خبر بارہ ربیع الاول

منتظر ہے مرا ٹوٹا ہوا گھر مدت سے
دیکھ اک بار ادھر بارہ ربیع الاول

رحمتیں بانٹتا پھرتا ہے زمانے بھر میں
رات دن کرکے سفر بارہ ربیع الاول

تو ہے اور تیری عنایات کے ضوبار چراغ
میں ہوں اور میرا کھنڈر بارہ ربیع الاول

بزم کونین کے سرکار ہیں آنے والے
لے کے آیا ہے خبر بارہ ربیع الاول

تیرے آنے سے بہت دل کو سکوں ملتا ہے
آ ادھر بار دگر بارہ ربیع الاول

سوکھے پھولوں کو جو شاداب کیا کرتا ہے
ہے ترا دست ہنر بارہ ربیع الاول

جن کو آتا ہو مدینے کی طرف اڑنا بس
ہوں عطا مجھ کو وہ پر بارہ ربیع الاول

اوج کا، عز و شرف کا، فلک عظمت کا
ہے ترے پاؤں پہ سر بارہ ربیع الاول

وقت نے دامن یاور کو دیے ہیں کانٹے
دے دے اس کو گل تر بارہ ربیع الاول

✶

شب براءت

بڑی ہی افضل و اعلیٰ شب براءت ہے
معافیوں کا مدینہ شب براءت ہے

پڑھو نمازیں تلاوت کرو دعا مانگو
عبادتوں کا خزینہ شب براءت ہے

تمام رات کرو غسل اس کے پانی میں
نوازشات کا دریا شب براءت ہے

میں اس کو چھوڑ کے تاریکیوں سے کھیلوں کیوں
کہ زندگی کا اجالا شب براءت ہے

یہ رات سجدہ گزاری کی رات ہے یاور
کرو اِسی کا ارادہ ، شب براءت ہے

✶